عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۱ | ۲۹/صفر تا ۶/ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲ تا ۸/مئی ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۴۹

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور خدمت اہل دین

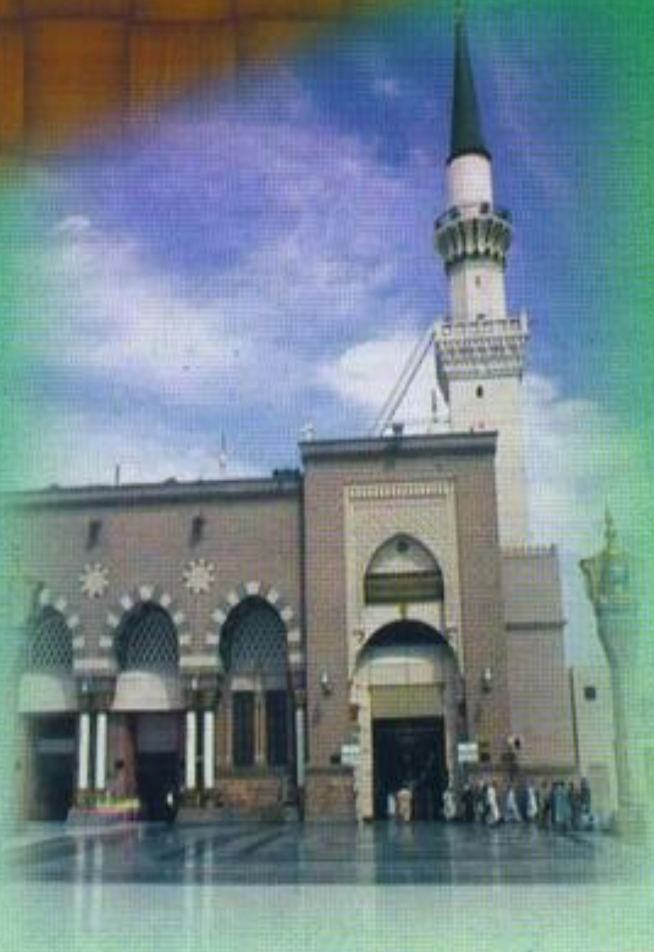

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا صدیق اکبرؓ کی بے مثال محبت

ملفوظات نفیس

قادیانی تلبیس اور اس کا جواب

رپورٹ اجلاس مجلس منتظمہ و مجلس شوریٰ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

مشروبات پر دم کرنا:

س:...... عرض یہ ہے کہ چند مسائل کے حل قرآن و سنت کی روشنی میں مطلوب ہیں: ایک کتاب نظر سے گزری جس میں یہ حدیث مبارکہ تھی: "ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔" (ترمذی) اب مسئلہ یہ ہے کہ پانی پر کوئی آیت پڑھ کر دم کرنے کے لئے پھونک ماری جاتی ہے، اس طرح سے پانی میں پھونک مارنا اور وہ پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... پانی پر دم کرنے کی ممانعت نہیں، سانس لینے کی ممانعت ہے۔ (واللہ اعلم)

"ماشاء اللہ" انگریزی میں لکھنا:

س:...... "ماشاء اللہ" انگریزی حروف میں لکھنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ رکشوں اور گاڑیوں پر ماشاء اللہ انگریزی حروف میں لکھا ہوتا ہے، اگر ایسا جائز ہے تو اسپیلنگ بھی درست ہونی چاہئے، کیونکہ انگریزی میں زبر، زیر، پیش۔ کے لئے حروف کا سہارا لیا جاتا ہے، میرا مطلب ہے کہ اللہ پاک کا نام صحیح اور درست لکھا جانا انتہائی ضروری ہے۔ اگر ماشاء اللہ انگریزی حروف میں لکھا جاسکتا ہے تو آپ برائے مہربانی اسپیلنگ وغیرہ بھی لکھ دیں تاکہ لوگوں کے لئے آسانی ہو اور وہ درست اسپیلنگ لکھ سکیں اور گناہ اور خطا سے بچ سکیں۔

ج:...... میں خود تو انگریزی جانتا نہیں، اس لئے بہتر یہ ہے کہ ماشاء اللہ وغیرہ الفاظ کو خود عربی ہی میں لکھا جائے، لیکن اگر کسی کو انگریزی لکھنے کا شوق ہے تو کسی انگریزی دان سے اس کا صحیح تلفظ معلوم کرے۔ (واللہ اعلم)

یتیم بچوں کی پرورش کا حق:

س:...... میری تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں اور میرے شوہر کا انتقال ہوچکا ہے، پچھلے مہینے میرا چھوٹا بیٹا عمان میں طویل بیماری کے بعد انتقال کر گیا، اس نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی ہے۔ اس کی بیوی اپنے بچوں کو لے کر سیالکوٹ چلی گئی ہے۔ میں اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ عمان میں رہتی ہوں۔ اس چھوٹی بہو کو میں نے اور میرے بڑے بیٹے نے بہت روکا مگر وہ اپنے تینوں بچوں کو اور اپنا سب سامان وغیرہ لے کر چلی گئی۔ میری اس بیوہ بہو کا کیا یہ حق بنتا ہے کہ وہ الگ ہو کر رہے؟ جب کہ میرا بڑا بیٹا کہتا ہے کہ وہ اس کو اور اس کے بچوں کو اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے اور ان کا تمام خرچہ برداشت کرسکتا ہے اور اچھی طرح ان کی دیکھ بھال بھی کرسکتا ہے۔ یاد رہے کہ میرے بڑے بیٹے کے بھی چھ بچے ہیں۔

ج:...... عدت کے بعد شرعاً اس کو جانے کا حق تھا اور بچے اگر چھوٹے تھے تو ان کو اپنی ماں کے پاس رہنا چاہئے۔

س:...... میری بیوہ بہو کا مکان پر کیا حق ہے؟

ج:...... اگر آپ کے مرحوم بیٹے نے وہ مکان اپنی بیوی کے نام کردیا تو مکان اسی کا ہے، اس میں دوسرے کسی کا حق نہیں۔

س:...... میرے مرحوم بیٹے کو حکومت کی طرف سے کافی روپیہ ملا ہے، اس روپے پر میرا، میری تین بیٹیوں کا اور میرے بڑے بیٹے کا کتنا حق بنتا ہے؟

ج:...... اس روپے میں (اور مرحوم کے تمام ترکہ میں) آپ کا (یعنی مرحوم کی والدہ کا) چھٹا حصہ ہے، بیوہ کا آٹھواں حصہ اور باقی تمام مرحوم کے بچوں کا ہے، بچوں کے ہوتے ہوئے مرحوم کے بھائی اور بہنوں کا کوئی حق نہیں۔

س:...... اگر عدت کے بعد میرے مرحوم بیٹے کی بیوی دوسری شادی کرلیتی ہے تو میرے بیٹے کے بچوں کو کون پالے گا؟ میں بہت ضعیف ہوں اور میرا کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہیں ہے؟

ج:...... اگر بیوہ ایسی جگہ شادی کرلیتی ہے جو بچوں کے لئے نامحرم ہے، تو اس کو بچوں کی پرورش کا حق نہیں ہوگا، بلکہ نانی کو، خالہ کو، دادی کو، پھوپھی کو علی الترتیب پرورش کا حق ہوگا۔

س:...... کیا میرا بڑا بیٹا ان بچوں کو اس کی ماں سے لے سکتا ہے؟

ج:...... لڑکیوں کو جوان ہونے کے بعد اور لڑکوں کو سات سال کی عمر پوری ہونے پر لے سکتے ہیں۔

س:...... میرے مرحوم بیٹے کے بچوں کا اور اپنا تمام خرچہ بیوہ بہو خود اٹھارہی ہے، وہ کہتی ہے کہ میرے مرحوم شوہر کے بھائی اور بہنوں کا کوئی حق نہیں ہے؟

ج:...... میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ مرحوم کے بھائی اور بہنوں کا اس کے چھوڑے ہوئے مال میں کوئی حق نہیں، ماں کا چھٹا حصہ ہے اور بیوہ کا آٹھواں حصہ، باقی سارا مال یتیموں کا ہے، جو اس کو کھائے گا، وہ آگ کے انگارے کھائے گا۔

نوٹ: یتیموں کے مال کی نگہداشت ان کے تایا کے ذمہ ہے، مگر خود نہ کھائے بلکہ بچوں پر خرچ کرے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

سرپرستِ اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد:۲۱ | ۲۹/صفر تا ۶/ربیع الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲ تا ۸/مئی ۲۰۰۳ء | شمارہ:۴۹

بیاد

..ٔ شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
..ٔ پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
..ٔ اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
..ٔ اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
..ٔث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
..ٔ قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
..ٔ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
..ٔ اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
..ٔ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ 4
حضور اکرم ﷺ سے سیدنا صدیق اکبرؓ کی بیمثال محبت 6
(مولانا محمد اکرم طوفانی)
قادیانی تلبیس اور اس کا جواب 8
(مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ)
حضرت عبداللہ بن مبارک اور خدمت اہلدین 15
(قاری زبیر احمد چترالی)
حکایاتِ اکابر 17
(ابوسجاد صدیق احمد)
رپورٹ اجلاس مجلس منتظمہ و مجلس شوریٰ 19
(مفتی محمد جمیل خان)
ملفوظاتِ نفیس 21
مولانا محمد اکرم طوفانی کا ضلع قصور کا تبلیغی دورہ 23
(مولانا عبدالرزاق مجاہد)
اخبار عالم پر ایک نظر 25

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زرِ تعاون بیرون ملک

..ٔ کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
..ٔ افریقہ: ۷۰ ڈالر
..ٔ عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت،
..ٔ وسطی، ایشیائی ممالک: ۱۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲۔۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

..دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
..روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat
Old Numaish M.A. Jinnah Road
Ph: 7780337 Fax:77803..

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتنۂ قادیانیت کا ایک اور باب بند ہوگیا

قادیانیوں کا چوتھا پوپ اور فتنۂ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا مرزا طاہر ۱۹ اپریل ۲۰۰۳ء کو راہی ملک عدم ہوا۔ اس کی موت سے فتنہ قادیانیت کا ایک اور باب بند ہوگیا۔

فتنۂ قادیانیت نے انیسویں صدی کے اختتامی ادوار میں جنم لیا' تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ سیالکوٹ کے کمشنر آفس کے ایک ادنیٰ ملازم پر انگریز کی نظر عنایت ہوتی ہے اور وہ یکدم انگریزوں کا منظور نظر بن جاتا ہے۔ وہ اسے ایک خاص مقصد کے تحت پالنا شروع کردیتے ہیں۔ یہ وہ دور ہے کہ مسلمان ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں ہزیمت اٹھا چکے ہیں اور انگریزوں کے ظلم وستم کا نشانہ بن رہے ہیں۔ چند سال بعد یہ ملازم جسے دنیا مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے جانتی ہے بین المذاہب محقق اور مناظر کی حیثیت سے دنیا کے اسٹیج پر نمودار ہوتا ہے اور ہر باطل مذہب کے پیشوا کے سامنے خفت وہزیمت کا سامنا کرنے کے بعد انگریز کی اصل خواہش کی تکمیل کے سامان میں لگ جاتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ہر اس ہستی کا نام استعمال کرے جسے دنیا کا کوئی بھی مذہب عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہو۔ مسیح ومہدی ہونے کے دعوے تو اس نے کئے ہی' کرشن اور گرونانک وغیرہ بننے سے بھی اس نے گریز نہیں کیا۔ بالآخر وہ وقت آیا جب اس نے انگریز کی دیرینہ خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے ''محمد رسول اللہ'' ہونے کا دعویٰ کردیا اور اس طرح کلمہ طیبہ میں اقرار رسالت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے اپنی طرف منسوب کرلیا۔

مسلم دنیا نے اس کے ابتدائی دعوؤں کو بھی شروع ہی سے شک کی نگاہ سے دیکھا اور جب اس نے مسیح موعود اور محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو امت مسلمہ نے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے فرامین کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے کفر وارتداد کا فتویٰ جاری کرکے انہیں زندیق قرار دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کے بعد حکیم نورالدین بھیروی اس کا جانشین بنا اور اس کے بعد مرزا قادیانی کا لڑکا مرزا بشیرالدین محمود قادیانیوں کا پوپ بنا۔ مرزا بشیرالدین محمود نے کشمیر کمیٹی اور ۱۹۰۶ء کے انتخابات کے موقع پر قادیانیوں کو اسلام سے الگ مذہب کے پیروکار لکھوا کر کشمیر کی ہندوستان میں شمولیت کی راہ ہموار کی اور قیام پاکستان کی راہ میں حتی المقدور روڑے اٹکائے۔ پاکستان بننے کے بعد بدقسمتی سے مرزا محمود کا چیلا ظفر اللہ قادیانی ملک کا پہلا وزیر خارجہ بن گیا جس کی وجہ سے قادیانیوں کو شہ ملی اور انہوں نے بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کی کوشش کی جس میں انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر اکابر نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلمانوں کی جانوں کی قربانی دے کر مسلمانوں نے قادیانیوں کو ان کی حیثیت یاد دلادی۔ بالآخر مرزا محمود بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کی حسرت دل میں لئے ہوئے عذاب قبر کا نشانہ بن گیا۔ مرزا محمود کے بعد اس کا لڑکا مرزا ناصر پاپائے قادیان کے منصب پر فائز ہوا اور اس کے دور میں ربوہ (حال چناب نگر) قادیانی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ بالآخر ۱۹۷۴ء میں وہ وقت آیا کہ مرزا طاہر کی سرکردگی میں قادیانی غنڈوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے بے گناہ طلباً کو ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعرے لگانے کی پاداش میں ہاکیوں' سریوں اور دیگر ہتھیاروں سے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ یہ اطلاع جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ ملک کے ہر حصے سے قادیانیوں کو لگام دینے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آوازیں اٹھیں۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے زیر نگرانی قومی اسمبلی میں اور اسمبلی کے باہر قادیانیوں کے خلاف شدید ردعمل ہوا جس کا نتیجہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کی جانب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے تاریخی فیصلہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مرزا ناصر کی نفرت انگیز موت کے بعد مرزا طاہر نیا پاپائے قادیان بنا۔ اس واقعہ کے دو سال بعد قادیانیوں کو کچھ شرارت سوجھی اور انہوں نے پر پرزے نکالنے شروع

ختم نبوۃ

گئے۔ مسلمانوں کی مذہبی غیرت نے قادیانیوں کی اس اشتعال انگیزی کا جواب آئین اور قانون کی زبان سے دینے کا فیصلہ کیا' چنانچہ ۱۹۸۴ء میں تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا جس کے تحت قادیانیوں کی جانب سے شعائر اسلام کے استعمال پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اسلام اور مسلمانوں کی اس فتح نے مرزا طاہر کو منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا۔ چنانچہ وہ برقع اوڑھ کر راتوں رات ملک سے فرار ہو کر اپنے آقاؤں کے دیس انگلستان جا پہنچا' جہاں اس نے قادیانیوں کے نئے مرکز کی بنیاد رکھی اور قادیانی ٹی وی' ویب سائٹ اور دیگر ذرائع سے نئے سرے سے قادیانیت کی تبلیغ شروع کی اور آئے دن اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بددعائیں دینے اور اپنی پارٹی کو اس عمل کی ترغیب دینے کا عمل شروع کیا۔ وہ مختلف پاکستانی سربراہان کی غیر قدرتی اموات' بعض پاکستانی حکومتوں کے ماورائے آئین خاتمے اور ملک میں آنے والی بعض ارضی وسماوی آفات کو قادیانیت کی فتح اور اپنی بددعاؤں کا نتیجہ قرار دیتا رہا۔ نیز پاکستان کی سلامتی کے خلاف بیانات دیتا رہا۔ بالآخر اس کا وقت موعود آ پہنچا اور وہ عذاب قبر کا نشانہ بن گیا۔ ہمیں جہاں اس بات کی خوشی ہے کہ دنیا کو اس کے فتنے سے نجات ملی' وہاں اس بات کا دکھ بھی ہے کہ وہ بغیر ایمان لائے فوت ہوا۔ اسی جذبہ کے تحت ہم قادیانی امت کو ایک مرتبہ پھر دعوت اسلام دیتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز قرار دینا چھوڑ دیں' مسیح موعود اور مہدی معہود کی اصطلاحات کو مرزا قادیانی پر چسپاں کرنا ترک کر دیں' مرزا قادیانی کے دامن کو چھوڑ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لے لیں اور آپ ﷺ کو آخری نبی مان لیں اور اس حقیقت کا اقرار کر لیں کہ مرزا قادیانی کذاب' دجال اور لعین تھا اور یہ کہ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا' بلکہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نزول ہوں گے' جو اس وقت آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اگر قادیانی امت ان عقائد کو مان لیتی ہے تو وہ مسلمانوں کی صف میں شامل ہو کر ہمیشہ کی خوش بختی حاصل کر سکتی ہے۔ اسلام کے دروازے ان پر آج بھی کھلے ہیں' بشرطیکہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو ترک کر دیں اور نئے سرے سے اسلام قبول کر لیں۔ اگر مرزائی امت نے اسلام قبول نہ کیا تو وہ یاد رکھے کہ اس کا حشر بھی نمرود' فرعون' ہامان' ابوجہل' مسیلمہ کذاب اور مرزا قادیانی کے ساتھ ہوگا' جو یقیناً دائمی جہنم ہے۔

اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ (۲)

امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ میں پاکستان پر ایک الزام یہ عائد کیا گیا ہے کہ حکومتی سطح پر قادیانیوں کو مذہبی تعصب کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور اسی طرح معاشرتی بنیادوں پر بھی قادیانیوں کے ساتھ امتیاز برتا جاتا ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی الزام عائد کیا گیا ہے کہ پاکستانی حکومت عوام الناس کی جانب سے قادیانیوں پر ہونے والی زیادتیوں کے سدباب کے لئے موثر اقدامات اٹھانے میں ناکام رہی۔ یہ الزامات صرف زبانی طور پر نہیں بلکہ حقیقتاً بھی جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ آج تک ملک میں قادیانیوں کو نوازنے کی پالیسی کی وجہ سے ملکی قیادت عوام الناس کے غیض وغضب اور ناراضگی کا نشانہ بنتی رہی ہے۔ یہ شکایت تو عوام الناس کو ہے کہ جو مراعات مسلمانوں کو فراہم کی جانی چاہئے تھیں' وہ قادیانیوں کو فراہم کر دی جاتی ہیں اور مسلمانوں کو محروم رکھا جاتا ہے۔ معاشرے میں مسلمانوں کو اکثر وبیشتر جن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے' قادیانیوں نے وہ خواب میں بھی نہیں دیکھی ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ قادیانیوں کو بیرون ملک سیاسی پناہ کے حصول کیلئے یہ ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہو رہا ہے' اور اس کا سب سے بہتر ذریعہ امریکی حکام تک رسائی حاصل کر کے ان کے ذریعہ امریکی محکمہ خارجہ کی رپورٹ میں ان مظالم کا تذکرہ ہے جو ان پر سرے سے کبھی ہوئے ہی نہیں' ورنہ حقیقت یہی ہے کہ حکومت یا معاشرہ کی جانب سے قادیانیوں پر کوئی ظلم نہیں ہوتا۔

اسی طرح ایک الزام یہ عائد کیا گیا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو ۱۹۸۴ء سے کانفرنس یا اجتماعات کے انعقاد سے روک دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں قادیانیوں کو ان کے ارتدادی تبلیغی پروگراموں سے روکنا پاکستانی حکومت کا آئینی اور قانونی حق ہے۔ اس لئے کہ قادیانی' پاکستان کے آئین اور قانون کے باغی ہیں اور باغی کو اس کی غیر آئینی اور غیر قانونی سرگرمیوں سے روکنا عدل وانصاف کا تقاضا اور معاشرے کو انتشار وانارکی کا نشانہ بننے سے بچانے کی وجہ سے عین تقاضائے عقل ہے۔ اس لئے امریکی محکمہ خارجہ کا یہ اعتراض قطعی لغو ہے۔ (جاری ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا صدیق اکبرؓ کی بے مثال محبت

مولانا محمد اکرم طوفانی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مقدس جماعت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے جو عملی مظاہرے تاریخ میں مرقوم ہیں' اگر یوں کہا جائے کہ وہ ناپید نہیں تو عنقا ضرور ہیں' تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ مندرجہ ذیل واقعہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے منسوب ہے جو احادیث کے علاوہ اکثر کتب تواریخ میں بھی ملتا ہے۔ آپ نے کئی مرتبہ پڑھا ہوگا اور سنا ہوگا لیکن آج میں جس نسبت سے آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں' آپ اس کو اس نگاہ سے دیکھیں گے تو آپ بھی میری طرح بے ساختہ یہ کہنے یا لکھنے پر مجبور ہوں گے کہ صحابہ کرامؓ کی عظمت اسی لئے ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار یا جو عملی نمونہ پیش کیا ہے وہ نہ صرف ناقابل فراموش بلکہ عبرت آموز بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے عملی جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قران مجید میں قیامت تک کے لئے اعلان فرما دیا کہ دنیا میں رہنے والو! ایک بات سب کے لئے یکساں ہے کہ اگر تم دعویٰ ایمان کرتے ہو اور اپنے ایمان کی تصدیق چاہتے ہو تو پھر صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کے ایمانوں کو اپنے لئے مشعل راہ بناؤ اور صحابہ کرامؓ کے ایمان کو اپنے لئے معیار حق سمجھو۔ صحابہ کرامؓ کی عزت افزائی اور اللہ کی طرف سے انعام خصوصی کی وجہ سوائے اس کے کوئی اور سمجھ میں نہیں آتی کہ صحابہ کرامؓ کے دل عشق مصطفیٰ اور محبت مصطفیٰ سے سرشار تھے اور میری عرض یہ ہے کہ یہی مطالبہ شریعت قیامت تک آنے والے ہر مسلمان سے کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت افزائی اور یقینی نصرت الٰہی انہی لوگوں کی طرف متوجہ ہوگی جو "النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم" کے مصداق ہوں۔

آیئے اب ذرا سیدنا صدیق اکبرؓ کے اس مشہور واقعہ پر نگاہ ڈالئے اور نتیجہ خود نکالئے کہ اس واقعہ میں صدیق اکبرؓ زخمی حالت میں جبکہ آدمی کے ہوش و حواس قابو میں نہیں رہتے' کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ترجیحی محبت کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو گائیڈ لائن دے رہے ہیں کہ اگر ایمان کی حلاوت اور مٹھاس سے مستفید ہونا ہے تو اپنی مرضی چھوڑنا پڑے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ترجیحی بنیادوں پر اپنا تعلق استوار کرنا پڑے گا۔ میں ان مسلمانوں سے ضرور عرض کروں گا' جن کے قادیانیوں سے نہ صرف تعلقات ہیں' بلکہ ان کی غمی خوشی میں شریک ہو کر اس جان کا صدمہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو قادیانی' مسلمانوں کو مرتد بنا کر اور انسانیت کے سب سے بڑے گستاخ رسول مرزا قادیانی کو اپنا پیشوا مان کر پہنچا رہے ہیں' اور قادیانی نہ صرف غیرت مند مسلمانوں کو بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو بھی اس مکروہ اور قبیح صدمہ سے دوچار کرتے ہیں۔ آیئے سیدنا صدیق اکبرؓ کے واقعہ پر نظر ڈالتے ہیں اور اپنے ایمانوں کو محفوظ کرنے کے لئے نتیجہ خود اس سے نکالتے ہیں۔ ابھی نبوت کے ابتدائی سال تھے' مسلمانوں کی ایک مٹھی بھر جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ایمان لانے کی پاداش میں اور حضورؐ ہی کی ذات کو ترجیح دینے کی وجہ سے دو تین سال شعب ابی طالب میں محصور رہنے کے بعد جب واپس حرم مکہ میں آئے تو کفار مکہ نے حرم مکہ میں مسلمانوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے سے روکنے کے لئے مسلسل تکالیف دینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو تھے جنہیں ان مٹھی بھر مسلمانوں کو بچانے کے لئے تگ و دو کرنا تھی۔ حرم سے کچھ فاصلہ پر دار ارقم میں تعلیم و تعلم شروع کرنے کے لئے سب سے پہلا مدرسہ کھولا گیا جہاں مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ بھی تعلیم حاصل کرنے کے لئے وہاں جاتے تھے اور اکثر اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرتے تھے کہ یارسول اللہ! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں علی الاعلان حرم مکہ میں اللہ کے نام کو بلند کروں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صدیق اکبرؓ سے فرماتے تھے کہ ابھی حالات ساتھ نہیں دے رہے' کچھ صبر کرو ایک وقت آئے گا کہ ہم کعبہ میں اللہ کا نام بلند کریں گے۔ ایام گزرتے گئے اور صدیق اکبرؓ کا مطالبہ بڑھتا گیا کہ یارسول اللہ! کعبہ شریف میں اللہ کا نام بلند کرنے اور قرآن پاک پڑھنے کی اجازت دے دی جائے۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ کو

اجازت مرحمت فرمادی اور صدیق اکبرؓ نے سیدھا کعبہ میں جا کر "لا الہ الا اللہ" اور "اللہ اکبرؓ" کا نعرہ ہائے تکبیر علی الاعلان بلند کرنا شروع کر دیا اور قرآن کی تلاوت شروع کردی' اور لوگوں کو اللہ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی طرف بلانا شروع کر دیا۔ مفسرین نے کیا خوب لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ وہ پہلے خطیب تھے' جنہوں نے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی' بس پھر کیا تھا؟ سیدنا صدیق اکبرؓ کا اعلان حق کرنا تھا کہ چاروں طرف سے مشرکین مکہ ان پر ٹوٹ پڑے اور لاتوں اور مکوں کی بارش برسادی' وہ عجیب سماں تھا کہ ایک اکیلا آدمی بیسیوں کفار میں گھرا ہوا ہر طرف سے تھپڑوں اور مکوں کی بارش کو برداشت کر رہا ہے۔ عتبہ بن ربیعہ نے جب دیکھا کہ محب رسولؐ مار کھانے کے باوجود اپنی زبان سے اعلان حق ادا کر رہا ہے تو ایک پرانا چمڑے کا چھتر لے کر سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاکیزہ چہرے پر مارنا شروع کر دیا اور یہاں تک مارا کہ چہرہ لہولہان ہو گیا اور چہرے پر اس قدر زخم آئے کہ آپ پہچانے بھی نہ جاتے تھے کہ یہ صدیق اکبرؓ ہیں یا کوئی اور شخص؟

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ چونکہ قبیلہ بنو تیم سے تعلق رکھتے تھے اور یہ قبیلہ اپنی جگہ پر ایک اچھا خاصا قبیلہ تھا جب قبیلے والوں کو خبر ہوئی تو وہ دوڑے ہوئے حرم کعبہ میں پہنچے اور صدیق اکبرؓ کو مشرکین مکہ سے چھڑا کر گھر لے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ زخموں سے اس قدر چور تھے کہ قبیلہ کے لوگوں نے یہ ٹھان لیا کہ اب یہ بچ نہ سکیں گے اور جانبر نہ ہو سکیں گے۔ قبیلہ کے لوگ بیہوشی کے عالم میں صدیق اکبرؓ کو گھر چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ شام کے وقت جب صدیق اکبرؓ کو تھوڑا ہوش آیا اور بیہوشی کے عالم سے باہر آئے تو قبیلہ کے لوگ ان سے بات چیت کرنے کے لئے ان کے گھر میں اکٹھے ہوئے اور صدیق اکبرؓ کی طرف حیرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے کہ اس قدر زخم کھانے کے بعد اب ان کے تاثرات کیا ہیں؟ صدیق اکبرؓ نے جب قبیلہ کے لوگوں کو دیکھا تو سب سے پہلا جملہ آپ کی زبان مبارک سے یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں اور کس حال میں ہیں؟ قبیلہ کے لوگ سخت ناراض ہوئے اور صدیق اکبرؓ کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگے کہ جس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے تجھے یہ ذلت و رسوائی اٹھانا پڑی اور اتنی مار کھائی' ہوش میں آتے ہی پھر سب سے پہلے انہی کا نام لیتے ہو اور انہی کو ترجیح دیتے ہو؟ کیا ہی اچھا جملہ ایک اہل علم نے لکھا ہے کہ ان عقل کے اندھوں اور بیوقوفوں کو کیا خبر تھی کہ صدیق اکبرؓ کو محمد عربی کی خاطر سختیاں اور مصائب جھیلنے میں جو لذت آئی ہوگی وہ دنیاداروں کو پھولوں کی سیج اور کمخواب پر بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ قبیلے کے لوگ مایوس ہو کر صدیق اکبرؓ کو اسی حالت میں چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور جاتے ہوئے ان کی والدہ ام خیر سے کہہ گئے کہ جب تک ابوبکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے باز نہ آئے اس کا بائیکاٹ کرو اور اسے کھانے پینے کے لئے کچھ نہ دو۔ اب تھوڑا آگے چلتے ہیں' قبیلہ کے جانے کے بعد صدیق اکبرؓ نے ماں سے مطالبہ شروع کر دیا کہ مجھے حضورؐ کے پاس لے جاؤ اور جلدی لے جاؤ تاکہ حضورؐ کو میرے پاس آنے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے' ماں کی ممتا نے محسوس کیا کہ اس قدر کمزور اور کل سے نہ کچھ کھایا نہ پیا' کیسے چلا جائے گا؟ لہٰذا ایک گلاس میں دودھ اور ستو گھول کر صدیق اکبرؓ کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ پی لو تاکہ حضورؐ تک پہنچنے کے لئے جسم میں کچھ جان آ جائے۔ افسوس! صد افسوس! موجودہ دور کا مسلمان محبت رسولؐ اور عشق رسول کا کچھ اور ہی مفہوم سمجھ بیٹھا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور گستاخ قادیانیوں کے ساتھ ہر قسم کے معاملات رکھتا ہے' ان سے محبت کرتا ہے' ان سے دوستیاں رکھتا ہے' ان کی شادی غمی میں شریک ہوتا ہے' قادیانیوں/مرزائیوں کے ساتھ کھاتا پیتا بھی ہے' قادیانی ڈاکٹروں سے علاج کرواتا ہے' قادیانیوں کی دکانوں سے سودا سلف خرید کر بالواسطہ ان کفار تک تقویت پہنچاتا ہے اور اپنے عمل سے ان کے لئے کفر پر اصرار کرنے کا سبب بنتا ہے اور پھر بھی عاشق رسولؐ ہے۔ کم از کم مجھ جیسے شخص کے لئے یہ بات مجھ سے بالاتر ہے کہ یہ مسلمان بھی ہے یا نہیں؟ تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جب ماں نے ستو کا گلاس صدیق اکبرؓ کے سامنے رکھا اور بڑے ہی پیار سے کہا کہ بیٹا! دن بھر کے بھوکے اور لہولہان ہو چکنے کے بعد کمزوری بہت آ چکی ہے' یہ چند گھونٹ پی لو تاکہ آپ کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کی سکت آ سکے۔ قربان جائیں صدیق اکبرؓ کی شان پر' فرمانے لگے کہ خدا کی قسم! نہ تو پانی کا گھونٹ پیوں گا اور نہ ہی کھانا چکھوں گا جب تک حضورؐ کے چہرۂ انور پر نظر نہ ڈال لوں اور آپؐ کی زیارت نہ کر لوں۔

یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ ذات رسول کو ترجیح نہ ہوگی تو وہ محبت کے صرف الفاظ ہوں گے جو معانی سے عاری ہوں گے اور محبت رسولؐ کا دعویٰ کرنے والا خصوصاً قادیانی نواز خواہ وہ حاکم' تاجر یا جو کوئی بھی ہو' وہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے کہ کیا میں محبت رسولؐ کے ادنیٰ تقاضے بھی پورے کر رہا ہوں؟ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمرؓ کی بہن ام جمیل حاضر ہو گئیں اور آ کر اطلاع دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت ہیں اور دار ارقم میں تشریف فرما ہیں۔ صدیق اکبرؓ زخموں سے چور اور نہ ہی چلنے کے قابل لیکن بوڑھی ماں کے سہارے دھیرے دھیرے راستے میں اٹھتے بیٹھتے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے' جب صدیق اکبرؓ پر آقا کی نظر پڑی تو آپؐ صدیق اکبرؓ سے لپٹ گئے اور صدیق اکبرؓ بھی آپؐ سے لپٹ کر رونے لگے' آپؐ نے انہیں بوسہ دیا اور سہارا دیتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

☆☆..................☆☆

قسط نمبر۳

عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء

قادیانی تلبیس اور اس کا جواب

مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی

قادیانی تلبیس اور اس کا جواب:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معرکتہ الآراء مسئلہ میں "جوان کی عظمت اور جلالت کا زبردست نشان ہے" سورۂ آل عمران کی آیات کا باہمی ربط اور ترتیب ذکری خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہے کہ محقق کاذب نے اس میں بھی "تلبیس الحق بالباطل" کا ثبوت دے کر ناواقف کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

قرآن عزیز' سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کے دشمنوں کے نرغہ میں گھر جانے سے متعلق جس تسلی اور وعدہ کا ذکر کیا ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فطری شکل وصورت یہ پیش آئی کہ جب دشمنان دین نے حضرت مسیح (علیہ السلام) کا ایک بند مکان میں محاصرہ کرلیا' تو ایک اولوالعزم پیغمبر اور خدائے برحق کے درمیان تقرب کا جو رشتہ قائم ہے' اس کے پیش نظر قدرتی طور پر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب کیا پیش آنے والا ہے؟ راہ حق میں جاں سپاری یا قدرت الٰہی کا کوئی اور کرشمہ؟ اور اگر دشمنوں سے تحفظ کے لئے کوئی کرشمہ پیش آنے والا ہے تو اس کی کیا شکل ہوگی؟ کیونکہ بظاہر کوئی سامان نظر نہیں آتا؟ اور اگر تحفظ ہوا بھی تو کیا کچھ مصائب وآلام اٹھانے کے بعد تحفظ جان ہوگا؟ یا دشمن کسی بھی صورت میں قابو نہ پا سکیں گے؟ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے قلب میں فطری طور پر پیدا ہونے والے سوالات کا ترتیب وار اس طرح جواب دیا: "عیسیٰ! میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں تیری مقررہ مدت حیات پوری کروں گا' یعنی مطمئن رہو کہ تجھ کو دشمن قتل نہ کرپائیں گے" (انی متوفیک) "اور صورت یہ ہوگی کہ اس وقت میں تجھ کو اپنی جانب یعنی ملاء اعلیٰ کی جانب اٹھالوں گا" (ورافعک الی) اور یہ بھی اس طرح نہیں کہ پہلے سب کچھ مصائب ہو گزریں گے اور پھر ہم تجھ کو آخر میں علاج معالجہ کرا کر اٹھائیں گے نہیں بلکہ یوں ہوگا کہ تو دشمن کے ناپاک ہاتھوں سے ہر طرح محفوظ رہے گا اور کوئی دشمن تجھ کو ہاتھ تک نہ لگا سکے گا (ومطهرک من الذین کفروا) یہ تو تمہارے فطری سوالات کا جواب ہوا لیکن اس سے بھی زیادہ ہم یہ کریں گے کہ جو تیرے پیرو ہیں (خواہ غلط کار ہوں جیسا کہ نصاریٰ اور خواہ صحیح العقیدہ ہوں جیسا کہ مسلمان) ان کو قیامت تک یہود پر غالب رکھیں گے اور تاقیام قیامت بھی ان کو حاکمانہ اقتدار نصیب نہیں ہوگا' باقی رہا تمام معاملات کا فیصلہ' سو اس کے لئے (قیامت کا) دن مقرر ہے' اس روز سب اختلافات ختم ہوجائیں گے اور حق و باطل کا دوٹوک فیصلہ کردیا جائے گا۔

زیر بحث آیات کی یہ تفسیر جس طرح سلف صالحین اور اجماع امت کے مطابق ہے' اسی طرح اس میں آیات میں کئے گئے متعدد وعدوں کی ترتیب میں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا اور مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی' مگر مرزائے قادیانی نے اپنی "مسند مسیحیت ونبوت" کو قائم کرنے کے لئے قرآن' احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے خلاف جب یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت ہوچکی تو اس سلسلہ کی آیات میں تحریف معنوی کی ناکام سعی کو بھی ضروری سمجھا اور دعویٰ کیا کہ اگر مسیح (علیہ السلام) کی موت کے وقوع کو رفع الی السماء اور تطہیر اور تفوق المطیعین علی الکافرین سے قبل تسلیم نہ کیا جائے گا تو ترتیب ذکری میں فرق آجائے گا اور مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم ماننا پڑے گا اور یہ قرآن عزیز کی شان بلاغت کے خلاف ہے' لہٰذا یہ ماننا چاہئے کہ "انی متوفیک" کے وعدہ کا وقوع ہوچکا اور عیسیٰ (علیہ السلام) پر موت آچکی۔

مرزائے قادیانی کی یہ "تلبیس" اگرچہ ان حضرات سے تو پوشیدہ نہیں رہ سکتی جو عربیت اور قرآن کے اسلوب بیان کا ذوق رکھتے ہیں' لیکن عوام کو مغالطہ میں ڈال سکتی ہے' اس لئے اس عنوان کے شروع ہی میں آیات کی تفسیر کو اس طرح بیان کردیا گیا

ختم نبوۃ

کہ مرزا کی جانب سے جو تلبیس کی گئی ہے' وہ خود بخود زائل ہو جائے' تاہم مزید تشریح کے لئے یہ اور اضافہ ہے کہ ترتیب ذکری کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کلام میں اگر چند باتیں ترتیب وار ذکر کی گئی ہیں' تو ان کا وقوع بھی اس طرح ہونا چاہئے کہ اس کلام میں ذکر کردہ ترتیب بگڑنے نہ پائے اور مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنا نہ پڑے اور یہ جب ضروری ہے کہ کلام کی فصاحت و بلاغت کا تقاضہ ہی یہ ہو کہ ترتیب ذکری میں فرق نہ آنے پائے' ورنہ تو بعض مقامات پر تقدیم و تاخیر کو بھی فصاحت کی جان سمجھا جاتا ہے اور یہ علم معانی کا مشہور مسئلہ ہے۔

پس قرآن کی ان آیات میں جمہور اہل اسلام کی تفسیر کے مطابق ترتیب ذکری بحالہ قائم ہے' اس لئے کہ خدا کی جانب سے پہلا وعدہ یہ ہے کہ میں تمہاری مقررہ مدت پوری کروں گا "انی متوفیک" یعنی تمہاری موت ان دشمنوں کے ہاتھ سے نہیں ہوگی بلکہ تم اپنی طبعی موت سے مروگے' مگر اس پہلے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے متعدد صورتیں ہو سکتی تھیں' یہ کہ دشمنوں پر باہر سے اچانک حملہ ہو جائے اور وہ فرار ہو جائیں' یا سب وہیں کھیت رہیں اور حضرت مسیح (علیہ السلام) ان کی زد سے بچ جائیں' یا یہ کہ قوم عاد و ثمود کی طرح زمین یا آسمان سے قدرتی عذاب آ کر ان سب کو ہلاک کر دے' یا یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کسی ترکیب سے ان کے نرغہ میں سے محفوظ نکل جائیں اور ان کی دسترس سے باہر ہو جائیں' یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرشمۂ قدرت سے عیسیٰ (علیہ السلام) کو مکان بند رہتے ہوئے ملاء اعلیٰ کی جانب اٹھالے وغیرہ وغیرہ۔ تو قرآن نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو خبر دی کہ پہلے وعدہ کا ایفاء مسطورہ بالا آخری شکل یعنی "ورافعک الی" کی شکل میں ہوگا اور ہوگا بھی ایسی قدرت کاملہ کے ہاتھوں کہ اس محاصرہ کے باوجود دشمن اپنے ناپاک ہاتھ تجھ کو نہیں لگا سکیں گے اور میں ان کافروں کے ہاتھ سے تجھ کو پاک رکھوں گا "ومطھرک من الذین کفروا" اور ان باتوں کے علاوہ یہ بھی ہوگا کہ میں تیرے پیروؤں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا' بہرحال بعد کے یہ تینوں وعدے بالترتیب جب ہی عمل میں آئیں گے کہ پہلے وعدۂ اول وقوع پذیر ہو جائے یعنی تیری موت ان کے ہاتھوں نہ ہو بلکہ اپنی مقررہ مدت پر پہنچ کر طبعی موت آئے۔ ان آیات میں پہلے وعدہ کے متعلق یہ نہیں کہا گیا کہ میں اول تجھ کو ماروں گا اور پھر بالترتیب یہ سب امور انجام دوں گا کیونکہ یہ قول صرف جاہل ہی کہہ سکتا ہے لیکن جس کو گفتگو کا معمولی سلیقہ بھی ہے' وہ ہرگز ایسا کہنے کی جرأت نہیں کرے گا' کیونکہ ترتیب ذکری کے لئے یہ تو ہونا چاہئے کہ ان امور کے وقوع میں ایسی صورت نہ پیدا ہو جائے کہ ترتیب میں فرق لا کر تقدیم و تاخیر کا عمل جراحی کرنا پڑے لیکن اگر کوئی شے زمانہ کا امتداد اور طوالت چاہتی ہے اور اس کا آخری حصہ وقوع ان تمام امور کے بعد پیش آتا ہے جو اس کے بعد مذکور تھے مگر ترتیب ذکری میں مطلق کوئی فرق نہیں آتا' تو ایسی شکل میں اس وقوع کے متاخر ہو جانے سے کسی عالم کے نزدیک بھی کلام کی فصاحت و بلاغت میں نقص واقع نہیں ہوتا اور نہ اس قسم کے وقوع ترتیبی کا ترتیب ذکری کے ساتھ کوئی تعلق ہوتا ہے۔

پس مسئلہ زیر بحث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت کا وقوع کبھی بھی ہو' اس کا ترتیب ذکری سے مطلق کوئی علاقہ نہیں ہے' یہاں تو "انی متوفیک" کہہ کر یہ بتایا گیا ہے کہ دیئے گئے متعدد وعدوں میں پہل اور اولیت اس وعدہ کو حاصل ہے کہ تمہاری موت کا سبب یہ یہود بنی اسرائیل نہیں ہوں گے بلکہ جب بھی یہ مقررہ مدت پوری ہوگی' اس طریق پر ہوگی جو عام طور سے میری جانب منسوب کی جاتی ہے (یعنی طبعی موت) اور یہ وعدہ بہرحال باقی تین وعدوں سے پہلے ہی رہا' تب ہی تو یہ تینوں وعدے وقوع میں آ سکے' اور اگر کہیں دشمن حضرت مسیح (علیہ السلام) کی موت کا سبب بن گئے ہوتے تو پھر "رفع" اور "تطہیر" کے لئے کوئی صورت ہی نہ رہ جاتی اور مرزا قادیانی کی طرح باطل اور رکیک تاویلات کی آڑ لینی پڑتی اور آیات زیر بحث کی "روح" فنا ہو کر رہ جاتی' اور یہ اس لئے کہ اگر "رفع" سے رفع روحانی اور "تطہیر" سے روحانی پاکی مراد لئے جائیں تو یہ قطعاً بے محل اور بے موقع ہوگا کیونکہ قرآن کے ارشاد کے مطابق یہ وعدے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو دیئے جا رہے ہیں' تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو یہ بتانا کہ تمہارے متعلق یہود کا یہ اعتقاد' کہ تم کاذب اور ملعون ہو' غلط ہے اور تم مطمئن رہو کہ میں تمہارا رفع روحانی کرنے والا ہوں' قطعاً عبث تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پیغمبر خدا ہیں اور جانتے ہیں کہ یہود کا افترا کیا حقیقت رکھتا ہے' نیز یہود کو حضرت مسیح کے رفع روحانی کا پتہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ معاملہ عالم غیب سے متعلق ہے' تو خدائے برتر کا یہ ارشاد نہ حضرت مسیح کی برمحل تسلی کا باعث ہو سکتا تھا اور نہ یہود کے لئے سود مند اور یہی حال دوسرے وعدہ تطہیر کا ہے بلکہ جب بقول قادیانی' یہود کے ہاتھوں حضرت مسیح

ختم نبوة

صلیب پر چڑھا دیئے گئے‘ تو غش پالینے کے بعد شاگردوں کا مرہم عیسیٰ لگا کر (بھلا) چنگا کر لینے اور پھر منجانب اللہ جن کی ہدایت وارشاد کے لئے مامور کئے گئے تھے‘ ان سے جان بچا کر بھاگ جانے اور زندگی بھر گمنامی میں زندہ بسر کرتے رہنے کے بعد "رافعک الی" اور "مطہرک من الذین کفروا" کہہ دینے سے نہ یہود کے عقیدہ متعلق مسیحؑ کی ہی تردید ہوگی اور نہ ایک غیر جانبدار انسان ہی یہ سمجھ سکے گا کہ ایسے موقعہ پر جبکہ عیسیٰ (علیہ السلام) دشمنوں کے نرغے میں ہیں اور جبکہ ان کو یہ یقین ہے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور موت کے بعد رفع روحانی اور تطہیر لازم شے ہے‘ ان تسلیوں اور وعدوں کا کیا فائدہ ہے؟ خصوصاً جبکہ ان کے ساتھ دشمن نے وہ سب کچھ کر لیا جو وہ کرنا چاہتا تھا۔

البتہ جمہور اہل حق کی تفسیر کے مطابق آیات قرآنی کی روح اپنی معجزانہ بلاغت کے ساتھ پوری طرح ناطق ہے کہ یہ وعدے حضرت مسیحؑ سے جس طرح کئے گئے‘ وہ برمحل اور فطری اضطراب کے لئے بلاشبہ باعث تسکین ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کا وقت کے یہود ونصاریٰ کے وارثیٰ عقائد باطلہ کی تردید کے لئے کافی اور مدلل۔

جمہور اہل حق کی یہ تفسیر "توفی" کے معنی "مقررہ مدت پوری کرنا" اختیار کر کے کی گئی ہے‘ جس کا حاصل (توفی بمعنی موت) نکلتا ہے لیکن توفی کے یہ حقیقی معنی نہیں ہیں‘ بلکہ بطور کنایہ کے مستعمل ہوئے ہیں کیونکہ لغت عرب میں اس کا مادہ (میٹر) وفی‘ یفی‘ وفاء ہے‘ جس کے معنی "پورا کرنے" کے آتے ہیں اور اس کو جب باب تفعل میں لے جا کر "توفی" بناتے ہیں‘ تو اس کے معنی "کسی شے کو پورا پورا لے لینا" یا "کسی شے کو سالم قبضہ میں کر لینا" آتے ہیں (توفی اخذہ وافیاً تاماً یقال "توفیت من فلان مالی علیہ") اور چونکہ موت میں بھی اسلامی عقیدہ کے مطابق روح کو پورا لے لیا جاتا ہے‘ اس لئے کنایہ کے طور پر "کہ جس میں حقیقی معنی بحالہ محفوظ رہا کرتے ہیں" توفی بمعنی موت مستعمل ہوتا ہے اور کہتے ہیں "توفاہ اللہ ای اماتہ" لیکن اگر موقعہ پر دوسرے دلائل ایسے موجود ہوں‘ جن کے پیش نظر توفی کے حقیقی معنی لئے جا سکتے ہوں یا حقیقی کے ماسوا دوسرے معنی بن ہی نہ سکتے ہوں‘ تو اس مقام پر خواہ فاعل اللہ تعالیٰ اور مفعول "ذی روح انسانی" ہی کیوں نہ ہو؟ وہاں حقیقی معنی "پورا لے لینا" ہی مراد ہوں گے مثلاً آیت: "اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا" (اللہ پورا لے لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو جن کو ابھی موت نہیں آئی ہے)۔ (زمر) پورا لے لیتا ہے نیند میں "والتی لم تمت" کے لئے بھی لفظ "توفی" بولا گیا یعنی ایک جانب یہ صراحت کی جارہی ہے کہ یہ وہ جانیں (نفوس) ہیں‘ جن کو موت نہیں آئی اور دوسری جانب یہ بھی بصراحت کہا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیند کی حالت میں ان کے ساتھ توفی کا معاملہ کرتا ہے‘ تو یہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہے متوفی اور نفس انسانی مفعول ہے "متوفی" مگر پھر بھی کسی صورت سے "توفی بمعنی موت" صحیح نہیں ہیں ورنہ تو قرآن کا جملہ "والتی لم تمت" العیاذ باللہ مہمل ہو کر رہ جائے گا‘ یا مثلاً: "وھو الذی یتوفکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنھار" (اور وہی اللہ ہے جو پورا لے لیتا یا قبضہ میں کر لیتا ہے تم کو رات میں اور جانتا ہے جو تم کماتے ہو دن میں)۔ (انعام) میں بھی کسی طرح توفی بمعنی موت نہیں بن سکتے حالانکہ توفی کا فاعل اللہ اور مفعول انسانی نفوس ہیں یا مثلاً آیت: "حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا" یہاں تک کہ جب آتی ہے تم میں سے ایک کی موت قبض کر لیتے ہیں یا پورا لے لیتے ہیں اس کو ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے)" میں ذکر موت ہی کا ہورہا ہے لیکن پھر بھی "توفتہ" میں توفی کے معنی موت کے نہیں بن سکتے ورنہ بے فائدہ تکرار لازم آئے گا یعنی "احدکم الموت" میں جب لفظ "موت" کا ذکر آچکا تو اب "توفتہ" میں بھی اگر "توفی" کے حقیقی معنی "کسی شے پر قبضہ کرنا یا اس کو پورا لے لینا" مراد لے جائیں تو قرآن عزیز کا مقصد ٹھیک ٹھیک ادا ہوگا اور کلام بھی اپنے حد اعجاز پر قائم رہے گا۔

اب ہر ایک عاقل غور کر سکتا ہے کہ یہ دعویٰ کرنا کہ "توفی" کے حقیقی معنی موت ہیں‘ خصوصاً جبکہ فاعل خدا ہو اور مفعول ذی روح‘ کہاں تک صحیح اور درست ہے؟

بہرحال اس موقع پر "موت" اور "توفی" دونوں کا ساتھ ساتھ بیان ہونا اور دونوں کا ایک ہی معمول ہونا اور پھر دونوں کے معنی میں فرق وتفاوت اس بات کے لئے واضح دلیل ہے کہ یہ دونوں مرادف الفاظ نہیں ہیں اور جس طرح لیث واسد (بمعنی شیر) ابل وجمل (بمعنی اونٹ) نون وحوت (بمعنی مچھلی) وغیرہ اسماء کا اور جمع‘ شمل‘ کسب (بمعنی جمع ہونا) اور لبث‘ مکث‘ (بمعنی ٹھہرنا) اور عطش‘ ظما (پیاس) اور جوع‘ سغب (بمعنی بھوک) مصادر کا حال ہے‘ موت اور توفی کے درمیان وہ معاملہ نہیں ہے بلکہ ان کے حقیقی معنی میں نمایاں فرق ہے۔

اور مثلاً آیت: "فامسکوھن فی البیوت

حتی یتوفهن الموت" (پس روکے رکھوان (عورتوں) کو گھروں میں یہاں تک کہ لے لے ان کو موت) میں موت کو فعل توفّی کا فاعل قرار دیا گیا ہے اور ہر ایک زبان کی نحو (گرامر) کا یہ مسئلہ ہے کہ فاعل اور فعل ایک نہیں ہوتے' کیونکہ فعل' فاعل سے صادر ہوتا ہے' عین ذاتِ فاعل نہیں ہوا کرتا' تو اس سے یہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ توفّی کے حقیقی معنی ''موت'' کے ہرگز ہرگز نہیں ہیں' ورنہ اس کا اطلاق جائز نہیں ہوسکتا تھا۔

ان تین مقامات کے علاوہ سورۂ بقرہ کی آیت:

''ثم توفّی کل نفس بما کسبت''

ترجمہ: ''پھر پورا دیا جائے گا ہر ایک نفس کو جو کچھ اس نے کمایا ہے۔''

اور سورۂ نحل کی آیت:

''وتوفّی کل نفس ماعملت''

ترجمہ: ''اور پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا ہے۔''

میں بھی توفّی کا فاعل اللہ تعالیٰ اور مفعول نفسِ انسانی ہے تاہم یہاں ''توفّی'' بمعنی موت نہیں بن سکتے اور یہ بہت واضح اور صاف بات ہے۔

غرض ان آیات میں باوجود اس امر کے کہ ''توفّی'' کا فاعل اللہ تعالیٰ اور اس کا مفعول ''انسان یا نفس انسانی'' ہے' پھر بھی باجماع اہل لغت و تفسیر ''موت کے معنی'' نہیں ہو سکتے خواہ اس لئے کہ دلیل اور قرینہ اس معنی کے خلاف ہے اور یا اس لئے کہ اس مقام پر توفّی کے حقیقی معنی (پورا لے لینا یا قبض کر لینا) کے ماسوا ''موت کے معنی'' کسی طرح بن ہی نہیں سکتے۔

تو مرزائے قادیانی کا یہ دعویٰ کہ ''توفّی'' اور ''موت'' مرادف الفاظ ہیں یا یہ کہ توفّی کا فاعل اگر اللہ تعالیٰ اور مفعول انسان یا نفسِ انسانی ہو تو اس جگہ صرف ''موت'' ہی کے معنی ہوں گے' دونوں دعوے باطل اور نصوصِ قرآن کے قطعاً مخالف ہیں۔

''فهاتوا برهانكم ان كنتم صٰدقين.''

''توفّی'' اور ''موت'' یقیناً مرادف الفاظ ہیں اور ''توفّی'' کے حقیقی معنی ''موت'' نہیں بلکہ ''پورا لے لینا یا قبض کر لینا'' ہیں۔ قرآن عزیز سے اس کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ پورے قرآن میں کسی ایک جگہ بھی موت کا فاعل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو قرار نہیں دیا' مگر اس کے برعکس ''توفّی'' کا فاعل متعدد مقامات پر ملائکہ (فرشتوں) کو ٹھہرایا ہے' مثلاً سورۂ نسا میں ہے: ''ان الذين توفهم الملئكة'' (بیشک وہ لوگ جن کو فرشتوں نے قبض کر لیا یا پورا پورا لے لیا) اور سورۂ انعام میں ہے: ''توفته رسلنا'' (قبض کر لیا یا پورا لے لیا اس کو ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتوں) نے) اور سورۂ سجدہ میں ہے ''قل يتوفكم ملك الموت'' (اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کہہ دیجئے قبض کرے گا تم کو موت کا فرشتہ) اور سورۂ انفال میں ہے: ''ولو ترىٰ اذ يتوفى الذين كفروا الملئكة'' اور کاش کہ تو دیکھے جس وقت کہ قبض کرتے ہیں فرشتے ان لوگوں (کی روحوں) کو جنہوں نے کفر کیا ہے۔

ان تمام مقامات پر اگرچہ ''توفّی'' کنایۃً بمعنی موت استعمال ہوا ہے لیکن پھر بھی چونکہ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی بجائے ملائکہ اور ملک الموت کی جانب ہو رہی تھی اس لئے لفظ ''توفّی'' کا اطلاق کیا گیا اور لفظ ''موت'' استعمال نہیں کیا گیا اور یہ صرف اس لئے کہ موت تو اللہ کا فعل ہے اور موت کے وقت انسان کا یعنی روح انسانی کا قبض کرنا اور اس کا پورا پورا لے لینا یہ فرشتوں کا عمل ہے' تو جن مقامات میں یہ بتانا مقصود ہے کہ جب خدا کسی کی اجل پوری کر دیتا اور موت کا حکم صادر فرماتا ہے' تو اس کی صورت عمل کیا پیش آتی ہے' ان مقامات میں موت کا اطلاق ہرگز موزوں نہیں تھا بلکہ ''توفّی'' کا لفظ ہی اس حقیقت کو ادا کر سکتا تھا۔

موت اور ''توفّی'' کے درمیان قرآنی اطلاقات کے پیش نظر ایک بہت بڑا فرق یہ بھی ہے کہ قرآن عزیز نے جگہ جگہ ''موت'' اور ''حیات'' کو تو مقابل ٹھہرایا ہے لیکن ''توفّی'' کو کسی ایک مقام پر بھی ''حیات'' کا مقابل قرار نہیں دیا۔ مثلاً سورۂ ملک میں ہے: ''هو الذی خلق الموت والحيوة'' (خدا ہی وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا موت کو اور زندگی کو) اور سورۂ فرقان میں ہے: ''ولا يملكون موتاً ولا حيوة'' (اور وہ نہیں مالک ہیں موت کے اور نہ حیات کے) اور اسی طرح ان دونوں کے مشتقات کو مقابل ٹھہرتا ہے' مثلاً: ''كيف تحيى الموتى'' (البقرہ) ''يحيى الارض بعد موتها'' (الروم) ''فاحيا به الارض بعد موتها'' (البقرہ' نحل' جاثیہ) ''واحى الموتىٰ باذن الله'' (آل عمران) ''وهو يحيى الموتىٰ'' (شوریٰ) (وغیر ذلک کثیرا) البتہ توفّی کے حقیقی معنی میں چونکہ یہ وسعت موجود ہے کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے موت کی جو حقیقت ہے' بطریق کنایہ اس پر بھی حسب موقعہ اس کا اطلاق ہوسکتا ہے' تو یہ استعمال اور اطلاق بھی جائز ٹھہرا اور اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔

''توفّی'' کے معنی کی اس مفصل تشریح و توضیح کا حاصل یہ ہوا کہ لغتِ عرب اور قرآنی اطلاقات دونوں

اس کے شاہد ہیں کہ ”توفی“ اور موت دونوں کے حقیقی معنی میں بھی اور دونوں کے اطلاقات میں بھی واضح فرق ہے اور دونوں مرادف الفاظ نہیں ہیں خواہ توفی کا فاعل اللہ تعالیٰ اور مفعول ”انسان اور روح انسانی“ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اسلامی نقطۂ نظر سے چونکہ موت ایک ایسی حقیقت کا نام ہے جس پر بطریق ”توسع“ اور ”کنایہ“ توفی کا اطلاق کیا جاسکتا ہے پس جس مقام پر قرینہ اور محل استعمال کا تقاضا یہ ہوگا کہ وہاں توفی بول کر کنایۃً موت کے معنی لئے جانے چاہئیں تو اس جگہ ”موت“ کے معنی مراد ہوں گے لیکن اس کے برعکس اگر دلیل قرینہ اور محل استعمال حقیقی معنی کا متقاضی ہے تو اس جگہ وہی معنی مراد ہوں گے اور ان ہی کو مقدم سمجھا جائے گا خواہ کنائی معنی وہاں قطعاً نہ بن سکتے ہوں اور خواہ بن سکتے ہوں مگر محل استعمال اور دوسرے دلائل اس کو مرجوح یا ممنوع قرار دیتے ہیں۔

یہی وہ حقیقت ہے جس کو بنظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد لغت کے مشہور امام ابوالبقاء نے یہ تصریح کی ہے کہ عوام میں ”توفی“ کے معنی اگرچہ ”موت“ کے سمجھے جاتے ہیں مگر خواص کے نزدیک اس کے معنی ”پورا لے لینا“ اور ”قبض کرنا“ ہیں فرماتے ہیں: ”التوفی الاماتة وقبض الروح وعليه استعمال العامة والاستيفاء واخذ الحق وعليه استعمال البلغاء.“

الحاصل سورۂ مائدہ کی آیت: ”انی متوفیک“ میں اگر حقیقی معنی مراد ہوں جیسا کہ جلیل القدر علمائے تفسیر ولغت نے اختیار کئے ہیں تب بھی مرزائے قادیانی کے علی الرغم آیات زیر بحث کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو یہ تسلی دی گئی: ”اے عیسیٰ! میں تجھ کو پورا پورا لے لینے والا ہوں یا تجھ کو قبض کرنے والا ہوں اور صورت یہ ہوگی کہ میں تجھ کو اپنی جانب (ملاء اعلیٰ کی جانب) اٹھا لینے والا ہوں اور تجھ کو دشمنوں کے ناپاک ہاتھوں سے پاک رکھنے والا ہوں الخ“ یعنی جب شروع میں یہ بتایا کہ تجھ کو قبض کرلیا جائے گا یا پورا لے لیا جائے گا تو قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوا کہ قبض کرنے اور پورا لے لینے کی مختلف شکلیں ہیں مثلاً ایک یہ کہ موت آجائے اور روح کو قبض کرلیا جائے اور پورا لے لیا جائے اور دوسری یہ کہ زندہ ملاء اعلیٰ کی جانب (اپنی جانب) اٹھا لیا جائے تو یہاں کون سی صورت پیش آئے گی؟ پس اس کو صاف اور واضح کرنے کے لئے کہا گیا کہ دوسری شکل اختیار کی جائے گی تاکہ دشمنوں کی سازشوں کے مقابلہ میں معجزانہ تدبیر کے ذریعہ وعدہ الٰہی ”ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين“ پورا ہو اور ”واذ كففت بنى اسرائيل عنك“ کا عظیم الشان مظاہرہ ہوجائے اور ”توفی“ اور ”رفع“ ہوجانے پر نتیجہ یہ نکلے کہ (عیسیٰ علیہ السلام کی) ذات اقدس کافروں کے ہاتھ سے ہر طرح محفوظ ہوجائے اور اس طرح وعدہ ربانی ”ومطهرك من الذين كفروا“ بغیر کسی تاویل کے صحیح ہوجائے اور تاویل باطل کے ذریعہ شک اور تردد یا حقیقت حال سے انکار صرف ان ہی قلوب کا حصہ رہ جائے جو قرآن سے علم حاصل کرنے کی بجائے اول اپنے ذاتی اوہام وظنون کو رہنما بناتے اور پھر قرآن کے منطوق ومفہوم کے خلاف اس کے منہ میں اپنی زبان رکھ دینا چاہتے ہیں اور اس سے وہ کہلانا چاہتے ہیں جو وہ خود کہنا نہیں چاہتا مگر وہ قرآن عزیز کی اس صفت سے غافل رہتے ہیں: ”لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد“ (اس قرآن کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے (کسی جانب سے بھی) باطل نہیں پھٹک سکتا یہ اتارا ہوا ہے ایسی ہستی کی جانب سے جو حکمت والی خوبیوں والی ہے)۔

متنبی پنجاب کو جب قرآن عزیز کی ان نصوص سے متعلق تحریف معنوی میں ناکامی ہوئی اور خسران کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا تو مجبور ہوکر اور قرآن عزیز کے اطلاقات احادیث صحیحہ کی اطلاعات اور اجماع امت کے فیصلہ کو پس پشت ڈال کر ”فلسفہ“ کی آغوش میں پناہ لینے کا ارادہ کیا اور اپنی تصانیف میں یہ ہرزہ سرائی کی کہ اگر حضرت مسیحؑ آسمان پر زندہ اٹھالئے گئے تو یہ عقل کے خلاف ہے اس لئے کہ کوئی مادی جسم ملاء اعلیٰ تک پرواز نہیں کرسکتا اور کر بھی جاتا تو اتنی طویل مدت کیسے زندہ ہے؟ اور وہاں کھانے پینے اور رفع حاجت کرنے کی صورت کیسے عمل میں آسکتی ہے؟

قدرت الٰہی کے معجزانہ افعال کو خلاف عقل کہہ کر بات اگر ختم ہوسکتی تو شاید (مرزا غلام احمد) قادیانی کی یہ فلسفیانہ موشگافی درخور اعتناء بھی جاسکتی لیکن آج فلسفہ جدید بشکل سائنس ترقی کرکے جس حد تک پہنچا ہے وہاں نظریات نہیں بلکہ مشاہدات اور عملیات اس بات کو ثابت کررہے ہیں کہ فضاء کے موانعات کو اگر آہستہ آہستہ ہٹادیا جائے یا ان کو ضبط میں لے آیا جائے تو مادی جسم کے لئے غیر معلوم بلندی تک پہنچنا ممکن العمل ہوجائے گا اور اس کے لئے جو جدوجہد کررہے ہیں اس کو ممکن العمل سمجھ کرہی کررہے ہیں اور سائنٹفک طریقہ پر کررہے ہیں پس اگر آج کا انسان میلوں اوپر ہوائی جہاز کے ذریعہ جاسکتا ہے اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہزاروں میل سے مادی انسان کے ساتھ باتیں کرتے وقت اس کے جسم کی تصویر لے

سکتا ہے اور ہوا اور آفتاب کی لہروں اور شعاعوں پر کنٹرول کر کے ہزاروں میل تک اپنی آواز کو بذریعہ ریڈیو نشر کرسکتا ہے اور ہزاروں برس کے گزرے ہوئے واقعات کو فضا میں نظم کر کے آج اس طرح سنا سکتا ہے گویا وہ سب کچھ اس وقت ہو رہا ہے' تو اس انسان کے خالق بلکہ خالق کائنات کے متعلق از رہ تفلسف یہ کہنا کہ وہ مادی جسم کو ملاء اعلیٰ تک کیسے لے جاسکتا ہے؟ اپنی غباوت پر مہر کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

اور اگر ادویات اور غذاؤں اور حفظان صحت کے مختلف طریقوں سے عمر طبعی کو دوگنا اور تین گنا کیا جاسکتا ہے اور کیا جا رہا ہے' نیز اگر مختلف غذاؤں کے اثرات و نتائج میں یہ فرق ہوسکتا ہے اور ہوتا ہے کہ کسی سے فضلہ زیادہ بنے اور کسی سے بہت کم بنے اور کسی سے قطعاً نہ بنے بلکہ وہ خالص خون کی شکل میں تحلیل ہوجائے اور اگر انسان اپنی ریاضتوں اور مجاہدوں کے ذریعہ روحانی قوت کو بڑھا کر آج اس دنیا میں دنوں' ہفتوں بلکہ مہینوں بغیر خورد و نوش زندہ رہ سکتا ہے' تو مجبور انسانوں کی ان کامیاب کوششوں کو صحیح سمجھنے کے باوجود خالق ارض و سماوات کی جانب حضرت مسیح کی رفعت آسمانی پر مسطورہ بالا شکوک پیش کرنا یا ان کے پیش نظر ان کے بجسد عنصری ملاء اعلیٰ تک پہنچنے اور وہاں زندہ رہنے کا انکار کرنا اگر جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص علمی حقائق سے نا آشنا اور علوم قرآن سے محروم ہے' وہ ''خلاف عقل'' اور ''ماورائے عقل'' ان دونوں باتوں کے درمیان فرق کرنے سے عاجز ہے اور اس لئے ہمیشہ ماورائے عقل کو خلاف عقل کہہ کر پیش کرتا رہتا ہے۔

دراصل انسان کی فکری گمراہیوں کا سرچشمہ صرف دو ہی باتیں ہیں: ایک یہ کہ انسان ''عقل'' سے اس درجہ بے بہرہ ہو جائے کہ ہر ایک بات بے سمجھے بوجھے مان لے اور اندھوں کی طرح ہر ایک راہ پر چلنے لگے' دوسری بات یہ کہ جو حقیقت بھی عقل سے بالاتر نظر آئے' اس کو فوراً جھٹلا دے اور یہ یقین کر لے کہ جس شے کو اس کی سمجھ یا چند انسانوں کی سمجھ ادراک نہیں کرسکتی' وہ شے حقیقتاً وجود نہیں رکھتی اور تکذیب کے لائق ہے' حالانکہ بہت سی باتیں وہ ہیں جو ایک دور کے تمام عقلاء کے نزدیک ماوراء عقل سمجھی جاتی ہیں' اس لئے کہ ان کی عقلیں ان باتوں کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں' مگر وہی باتیں علمی ترقی کے دوسرے دور میں جاکر نہ صرف ممکن الوقوع قرار پاتی ہیں بلکہ مشاہدہ اور تجربہ میں آجاتی ہیں' پس اگر ہر ایک وہ شے جو کسی ایک انسان یا جماعت یا اس کے دور کے تمام اہل عقل کے نزدیک ماورائے عقل تھی ''خلاف عقل'' کہلانے کی مستحق تھی' تو وہ دوسرے دور میں کیوں عقل کے لئے ممکن ہوئی بلکہ مشاہدہ میں آ گئی؟

قرآن عزیز نے گمراہی کی اس پہلی حالت کو ''جہل' ظن' خرص' انکل'' سے تعبیر کیا ہے اور دوسری حالت کو ''الحاد'' کہا ہے اور یہ دونوں حالتیں ''علم و عرفان'' سے محرومی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

خلاف عقل اور ماورائے عقل کے درمیان یہ فرق ہے کہ خلاف عقل بات وہ ہوسکتی ہے جس کے نہ ہوسکنے کے متعلق علم و یقین کی روشنی میں مثبت دلائل و براہین موجود ہوں اور عقل' دلیل و برہان اور علم یقین سے یہ ثابت کرتی ہو کہ ایسا ہونا ناممکن اور محال ذاتی ہے' اور ماورائے عقل اس بات کو کہتے ہیں کہ بعض باتوں کے متعلق عقل ہی کا یہ فیصلہ ہے کہ چونکہ انسانی عقل کا ادراک ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھتا اور حقیقت اسی حد پر ختم نہیں ہوجاتی' لہٰذا ہر وہ بات جو عقل کے احاطہ میں نہ آسکتی ہو مگر اس کے انکار پر علم و یقین کے ذریعہ برہان و دلیل بھی دی جاسکتی ہوں تو ایسی بات کو خلاف عقل نہیں بلکہ ماورائے عقل کہیں گے۔

خلاف عقل اور ماورائے عقل کے درمیان امتیاز ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ جن چیزوں کو کل کی دنیا میں عام طور پر خلاف عقل کہا جاتا رہا' ان کو اہل دانش و بینش نے خلاف عقل نہ سمجھتے ہوئے موجودہ دور میں ممکن بلکہ موجود کر دکھایا اور کل یہی عقل کی ترقی آج کی بہت سی ماورائے عقل باتوں کو احاطۂ عقل میں لاسکے گی اور نہ معلوم یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔

پس جو شخص حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بجسد عنصری رفع الی السماء کا اس لئے منکر ہے کہ عقل فلسفہ اس کا انکار کرتا ہے تو اس کا یہ دعویٰ برہان و دلیل اور علم و یقین کی جگہ محض جہل' ظن' انکل کے ماتحت ہے اور ایسے حضرات کے لئے پھر عالم غیب کی تمام ماورائے عقل باتوں مثلاً وحی' فرشتہ' جنت' جہنم' حشر معاد' معجزہ وغیرہ تمام باتوں کو خلاف عقل کہہ کر جھٹلا دینا چاہئے۔

قرآن عزیز نے ان ہی جیسے منکرین حق کے متعلق صاف صاف ''مکذبین'' کا لقب تجویز کر دیا ہے:

''نہیں یہ بات نہیں ہے (جیسا کفار کہتے ہیں) اصل حقیقت یہ ہے کہ جس بات پر یہ اپنے علم سے احاطہ نہ کرسکے اور جس بات کا نتیجہ ابھی پیش نہیں آیا' اس کے جھٹلانے پر آمادہ ہوگئے۔ ٹھیک اسی طرح انہوں نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے

پہلے گزر چکے ہیں' تو دیکھو ظلم کرنے والوں کا کیسا کچھ انجام ہو چکا ہے۔" (سورۂ یونس)

آیت میں "کذبوا بما لم یحیطوا بعلمه" کہہ کر جس حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے' یعنی انسان کی عقل جس بات کا ادراک نہ کر سکے' اس کو دلیل و برہان اور علم یقین کے بغیر ہی جھٹلا دینا اور صرف اس بنا پر انکار کر دینا کہ یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے' اس کی ایک نظیر مرزائے قادیانی کا وہ انکار ہے جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے "رفع الی السماء" سے متعلق ہے اور اس کے خلیفہ (محمد علی) مسٹر' ہوری کی فلسفیانہ موشگافیاں بھی اسی بے دلیل انکار و جحود کا شعبہ ہیں۔

اس حربہ کو بھی کمزور سمجھ کر متنبی پنجاب نے پھر رخ بدلا اور یہ دعویٰ کیا کہ اس موقعہ کے علاوہ قرآن کے کسی مقام سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ "رفع" سے "رفع روحانی" کے ماسوا کوئی معنی لئے گئے ہیں یعنی مادی شے کی جانب رفع کی نسبت کی گئی ہو' لہٰذا اس مقام پر بھی رفع روحانی کے علاوہ معنی لینا قرآن کے اطلاق و استعمال کے خلاف ہے۔

مگر متنبی کاذب کا یہ دعویٰ اول تو بنیاد ہی غلط ہے کیونکہ اگر کسی لفظ کے محل استعمال سے یا قرآن ہی کی دوسری نصوص سے ایک معنی متعین ہیں' تب یہ سوال پیدا کرنا کہ "یہی استعمال دوسرے کسی مقام پر جب تک ثابت نہیں ہوگا' قابل تسلیم نہیں" حد درجہ کی نادانی ہے' تاوقتیکہ دلیل سے یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ لغت عرب میں اس لفظ کا اس معنی میں استعمال جائز ہی نہیں اور اگر اتمام حجت کے طور پر اس قسم کے لچر سوال یا دعوے قابل جواب یا لائق رد سمجھے ہی جائیں تو سورۂ والنازعات کی یہ آیت کافی و وافی ہے:

"(اے افراد نسل انسانی!) خلقت اور پیدائش کے لحاظ سے کیا تم زیادہ بھاری اور بوجھل ہو یا آسمان؟ جس کو خدا نے بنایا اور اس کے بوجھل جسم کو بلند کیا۔" (الآیہ)

اور ایک آسمان پر ہی کیا موقوف ہے؟ یہ ہم سے لاکھوں اور کروڑوں میل دور فضا میں سورج' چاند اور ستاروں کو خدائے برتر نے جو بلندی اور رفعت عطا کی ہے؟ کیا یہ سب کے سب مادی اجسام نہیں ہیں؟ اور اگر ہیں؟ اور یقیناً ہیں تو جس خالق ارض و سماوات نے ان مادی اجسام کا رفع کیا ہے' وہ اگر ایک انسانی مخلوق کا رفع آسمانی کر دے تو اس کو قرآن کے اطلاق و استعمال کے خلاف کہنا غباوت اور جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ البتہ ثبوت درکار ہے تو اس کے لئے قرآن عزیز کی نصوص' صحیح احادیث اور اجماع امت سے زیادہ موثق ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے؟ (جاری ہے)

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

پتہ: این آر ایونیو

نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد

فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
تیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

ختم نبوۃ

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اور خدمت اہلِ دین

قاری زبیر احمد چترالی

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے نزدیک علم دین کو دولت کمانے کا ذریعہ بنانا جائز نہیں تھا' اس لئے انہوں نے تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا' وہ عموماً خراسان سے قیمتی سامان لاتے اور حجاز میں فروخت کرتے تھے' اللہ نے ان کی تجارت میں خوب برکت دی تھی' لاکھوں ہی کماتے تھے اور لاکھوں ہی رضائے الٰہی کی خاطر کارہائے خیر میں صرف کرتے تھے' ان کی تجارت کا مقصد سرمایہ دار بن کر اپنی ذات کے لئے سامان عیش وراحت جمع کرنا نہیں تھا بلکہ اس تجارت کے ذریعے سے ایک تو وہ اپنی معیشت میں دوسروں کی دست نگری سے بے نیاز ہونا چاہتے تھے اور دوسرے مخلوق خدا کی خدمت کرنا چاہتے تھے' ایک مرتبہ ان کے شاگرد حضرت فضیل بن عیاضؒ نے پوچھا: حضرت! آپ ہمیں تو نصیحت کرتے ہیں کہ دنیا میں دل نہ لگاؤ اور آخرت کی فکر کرو' لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ خود خراسان سے بیش قیمت سامان تجارت لاتے ہیں اور اسے بلد الحرام میں فروخت کرتے ہیں؟ فرمایا: اے ابوعلی! یہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ مصائب سے بچ سکوں اور اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کر سکوں اور اس کی مدد سے اللہ کی اطاعت زیادہ سے زیادہ کروں اور اللہ کی طرف سے اپنوں پرایوں کے جو حقوق مجھ پر عائد ہوتے ہیں' ان کی طرف سبقت کر کے اچھی طرح ادا کر سکوں۔

آپ کا دسترخوان بہت وسیع تھا' سفر میں ہوں یا حضر میں' مہمان نوازی کا خاص التزام تھا' دوست احباب ہوں یا اعزہ واقارب' فقرا ہوں یا امرا' پڑوسی ہوں یا اجنبی' مسافر ہوں یا مقامی' ان کے دسترخوان پر سب کو دعوت عام تھی' کم از کم دو بچھڑوں کا گوشت روزانہ مہمان نوازی میں خرچ ہوتا تھا جبکہ مرغیوں اور بکریوں کا گوشت بھی پکتا تھا۔ ابواسحٰق طالقانیؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ سفر کر رہے تھے تو آپ کے ساتھ دو اونٹنیوں پر بھنی ہوئی مرغیاں لدی ہوئی تھیں' یہ ان مسافروں کے لئے تھیں جو ان کے ہمسفر تھے' ایک روایت میں ہے کہ سفر میں ان کے دسترخوان کا سامان ایک یا دو گاڑیوں پر لادا جاتا تھا۔

اگر کوئی چیز کھانے کو دل چاہتا تو تنہا کبھی نہ کھاتے' کسی نہ کسی مہمان یا مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر تناول فرماتے اور فرمایا کرتے کہ مہمان کے ساتھ جو کھانا کھایا جاتا ہے' آخرت میں اس کا محاسبہ نہیں ہوگا' خود روزے کثرت سے رکھتے تھے' لیکن اپنے ساتھیوں کو فالودہ اور حلوا بنوا بنوا کر کھلایا کرتے تھے۔

علماً اور طلباً کی اعانت کے لئے عبداللہ ابن مبارکؒ اپنا مال بے دریغ لٹاتے رہتے تھے' اس معاملے میں ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ علماً اور طلبہ کو فکر معاش سے آزاد کر دیا جائے تاکہ وہ یکسوئی سے اشاعت علم اور تحصیل علم کر سکیں' وہ ایسے علماً اور طلباً کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی مدد کرتے تھے' جو معاشی لحاظ سے پریشان حال ہوتے' اس مقصد کے لئے وہ جتنا روپیہ اپنے شہر کے علماً وطلباً پر خرچ کرتے تھے' اس سے کہیں زیادہ مال وہ دوسرے شہروں کے علماً وطلبا میں تقسیم فرماتے تھے' خطیب بغدادیؒ نے حبان بن موسیٰؒ سے روایت کی ہے کہ بعض لوگوں نے آپ سے شکایت کی کہ آپ اپنے اہل شہر پر اتنا مال تقسیم نہیں کرتے جتنا دوسرے شہروں میں تقسیم کرتے ہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: جن علماً وطلباً پر میں اپنا مال خرچ کرتا ہوں' میں ان کے علم و فضل اور صدق و دیانت سے بخوبی واقف ہوں' یہ لوگ علم دین کی اشاعت وطلب میں لگے ہوئے ہیں' آخر ان کی ذاتی (خانگی) ضرورتیں بھی تو وہی ہیں جو دوسرے لوگوں کی ہیں' اگر یہ لوگ بھی اپنی ضروریات زندگی پوری کرنے میں لگ جائیں تو علم ضائع ہو جائے گا' اگر ہم نے انہیں فکر معاش سے بے نیاز کر دیا تو یہ یکسوئی کے ساتھ علم کی اشاعت کریں گے اور میرے نزدیک نبوت کے ختم ہونے کے بعد علم کی اشاعت سے افضل دوسرا کوئی کام نہیں ہے۔

ایک مرتبہ آپ سے کہا گیا کہ اہل علم (یعنی طالبین علم) کی ایک جماعت لوگوں سے اموال زکوٰۃ لیتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر ہم کیا کریں؟! اگر ہم ان

کو اس سے منع کر دیں تو وہ طلب علم سے رک جائیں گے جبکہ معاش کا کوئی ذریعہ ان کے پاس نہیں ہے اور اگر ہم ان کو اس کی اجازت دے دیں تو وہ یکسوئی کے ساتھ حصول علم میں لگے رہیں گے اور یہ کام دوسرے سب کاموں سے افضل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا معمول تھا کہ جب حج کے لئے روانہ ہونے لگتے تو اپنے تمام رفقائے سفر سے فرماتے کہ تم لوگ اپنا اپنا سفر خرچ میرے پاس جمع کرادو۔ جب وہ اپنی رقمیں ان کے حوالے کر دیتے تو وہ ہر ایک کی رقم کو الگ الگ تھیلیوں میں بند کر کے ہر تھیلی پر اس کے مالک کا نام لکھ دیتے' پھر ان سب تھیلیوں کو ایک صندوق میں رکھ کر اس کو مقفل کر دیتے' پورے سفر میں جو کچھ خرچ ہوتا' اس کو خود برداشت کرتے' ان لوگوں کو عمدہ عمدہ کھانے کھلاتے اور ہر طرح کی آسائشیں مہیا کرتے' فریضہ حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ پہنچتے تو ان سے پوچھ پوچھ کر سب کے اہل وعیال کے حسب منشا تحفے تحائف انہیں خرید کر دیتے۔ سفر حج کے اختتام پر گھر واپس آتے تو اس زمانہ کے حجاج کے دستور کے مطابق ان کے مکانات پر سفیدی وغیرہ کراتے' تین دن کے بعد تمام رفقائے سفر اور ان کے اعزہ واقارب کی پر تکلف دعوت کرتے' اس سے فارغ ہو کر صندوق کھول کر ہر ایک کی رقم کی تھیلی جس پر اس کا نام لکھا ہوتا تھا' اس کے حوالے کر دیتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ زندگی بھر آپ کا یہی شعار رہا۔

خطیب بغدادیؒ نے ''تاریخ بغداد'' میں علی بن حسین بن شقیق سے روایت کی ہے کہ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ہر سال فقراء پر ایک لاکھ درہم خرچ کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں سات سو درہم کا مقروض ہوں' مجھے اس قرض سے نجات دلایئے۔ آپ نے اسی وقت اپنے منشی کو لکھا کہ اس شخص کو سات ہزار درہم دے دیئے جائیں۔ وہ آدمی یہ خط لے کر منشی کے پاس پہنچا' اس نے پوچھا کہ تم پر کتنا قرض ہے؟ اور تم نے کتنی رقم عبداللہ ابن مبارکؒ سے طلب کی تھی؟ اس نے کہا: سات سو درہم۔ منشی نے سمجھا کہ عبداللہ ابن مبارکؒ سے سہو قلم ہو گیا ہے اور وہ سات سو کے بجائے سات ہزار لکھ گئے ہیں۔ چنانچہ اس نے عبداللہ ابن مبارکؒ کو لکھ بھیجا کہ یہ شخص تو صرف سات سو درہم کا مقروض ہے اور آپ نے سات ہزار دینے کا حکم دیا ہے' کہیں سہو قلم تو نہیں ہو گیا؟ ابن المبارکؒ نے جواب میں لکھا کہ جس وقت میرا یہ خط تم کو ملے اسی وقت اس شخص کو چودہ ہزار درہم دے دو۔ منشی اور بھی حیران ہوا اور اس نے ازراہ ہمدردی آپ کو دوبارہ لکھا کہ آپ اسی طرح اپنا سرمایہ بے دریغ لٹاتے رہے تو یہ بہت جلد ختم ہو جائے گا' منشی کا یہ خط پڑھ کر ابن المبارکؒ سخت برہم ہوئے اور اس کو سخت الفاظ میں لکھا کہ میں نے جو حکم دیا ہے' اس پر عمل کرو ورنہ میری جگہ آ بیٹھو پھر جو حکم دو گے' میں اس پر عمل کروں گا' میرے نزدیک دولت دنیوی سے زیادہ قیمتی سرمایہ ثواب آخرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو غیر متوقع طور پر خوش کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا' میں نے دانستہ سات سو کے بجائے سات ہزار درہم لکھے تھے تاکہ یہ شخص اتنی خطیر رقم اچانک پاکر خوش ہو جائے' دوسری مرتبہ میں نے اپنے خط میں چودہ ہزار بھی سوچ سمجھ کر لکھے تھے وہ اس لئے کہ سات ہزار کی بھنک اس شخص کے کان میں پڑ چکی تھی' تو چودہ ہزار اس کے لئے یقیناً غیر متوقع ہوں گے اور یوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اجر آخرت کا حقدار ٹھہروں گا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اکثر طرطوس آتے جاتے رہتے تھے' راستہ میں رقہ پڑتا تھا' وہاں کی ایک سرائے میں قیام کیا کرتے تھے' سرائے میں مقیم ایک نوجوان نہایت اخلاص سے ان کی خدمت کیا کرتا تھا اور ان سے حدیث کا درس بھی لیتا تھا ایک مرتبہ حسب معمول رقہ کی اس سرائے میں ٹھہرے تو اس نوجوان کو نہ دیکھا' لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس پر فلاں شخص کا دس ہزار درہم کا قرضہ تھا' وہ اسے ادا نہ کر سکا تو قرض خواہ نے دعویٰ کر دیا اور اس نوجوان کو قرض کی عدم ادائیگی کی پاداش میں قید خانے بھیج دیا گیا۔ حضرت ابن المبارکؒ نے قرض خواہ کو رات کے وقت تنہائی میں بلایا اور اسے دس ہزار درہم دے کر کہا کہ بھائی! اس نوجوان کو رہا کرادو' ساتھ ہی اس سے قسم لی کہ وہ اس بات کا تذکرہ کسی سے نہ کرے گا۔ نوجوان کی رہائی کا انتظام کر کے ابن المبارکؒ اسی رات سرائے سے روانہ ہو گئے' نوجوان رہا ہو کر سرائے میں آیا تو اسے ابن المبارکؒ کی آمد اور روانگی کی اطلاع ملی۔ اس کو حضرت سے شرف نیاز حاصل نہ کرنے کا اتنا قلق ہوا کہ اسی وقت طرطوس کی طرف روانہ ہو گیا۔ تین چار منزل کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اس کا حال پوچھا' اس نے عرض کیا: جناب! میں قید میں تھا' ایک نامعلوم شخص نے میرا قرض اپنی طرف سے ادا کر کے مجھے رہا کرادیا' معلوم نہیں وہ فرشتہ رحمت کون تھا؟ حضرت ابن المبارکؒ نے فرمایا: بھائی! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے اس نامعلوم شخص کو تمہیں اس مصیبت سے نجات دلانے کی توفیق بخشی۔

راوی (محمد بن عیسیٰؒ) کا بیان ہے کہ ابن المبارکؒ کی وفات کے بعد قرض خواہ نے یہ واقعہ لوگوں کو بتایا۔

حکایاتِ اکابر

حضرت اصم رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت:

حضرت اصم رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت یاد آئی کہ ایک شخص نے مجمع میں ان کے سامنے ہدیہ پیش کیا' اول تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا' اس نے اصرار کیا' آپ نے قبول کرلیا' لوگوں نے بعد میں پوچھا کہ حضرت! اگر آپ کو لینا ہی تھا تو پہلے انکار کیوں کیا؟ اور جو نہ لینا مقصود تھا تو بعد میں آپ نے کیوں لے لیا؟

آپ نے فرمایا کہ اصل میں تو مجھ کو لینا مقصود نہ تھا اس لئے انکار کردیا تھا مگر پھر میں نے دیکھا کہ اس وقت مجمع میں ہدیہ رد کردینے سے اس شخص کی ذلت ہوگی اور میری عزت اور لے لینے سے میری ذلت ہوگی کہ انکار کے بعد لے لیا اور اس کی عزت ہوگی' تو میں نے اپنے بھائی کی عزت کو اپنی عزت پر ترجیح دی۔

فائدہ: اب ہماری حالت یہ ہے کہ دل جوئی کریں گے تو ایسی کہ حرص میں مبتلا ہوجائیں گے' بس جو آیا لے لیا' چاہے حلال یا حرام' واپس کرنا جانتے ہی نہیں' یا استغناء برتتے ہیں تو ایسا جو کبر وغرور کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے' استغناء میں چونکہ اپنی عزت ہوتی ہے اور ایک قسم کا حظ (لذت) حاصل ہوتا ہے' اس لئے اس میں تجاوز کرتے ہیں کہ پھر کسی کا دل توڑنے کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

دلجوئی اور نرمی:

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ کے وعظ میں ایک شخص آیا' جس کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا تھا' جب وعظ ختم ہوچکا تو آپ نے اس شخص کو ٹھہرالیا' وہ ڈرا کہ اب میری خبر لی جائے گی' مگر حضرت مولانا تو ایسے پردہ پوش تھے کہ ایک بار آپ کے درس حدیث میں ایک معقولی طالب علم جنابت کی حالت میں بدون غسل چلا آیا' آپ کو کشف سے معلوم ہوگیا کہ یہ جنبی ہے (اسی حالت میں وہ مسجد میں داخل ہوا ہی چاہتا تھا کہ) فوراً آپ نے درس بند کرکے اس سے فرمایا کہ بھائی وہاں ہی ٹھہرو آج تو جمنا کی سیر کو دل

انتخاب: ابوسجاد صدیق احمد

چاہتا ہے' آپ اور سبھی طلبا تیار ہوگئے اور وہاں جاکر غسل کیا' اس (طالب علم) نے بھی غسل کیا' پھر فرمایا: لاؤ کچھ پڑھ لو' ناغہ کیوں کیا جاوے' تو حضرت مولانا کسی کی کیا خبر لیتے' چنانچہ اس شخص کو ٹھہرا کر فرمایا کہ بھائی مجھ میں ایک عیب ہے کہ میرا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹک جاتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہنے گا' وہ جہنم میں جلے گا' تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں اس عذاب میں گرفتار نہ ہوں' ذرا دیکھنا میرا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا تو نہیں؟ وہ شخص قدموں میں گر پڑا کہ حضرت! خدانخواستہ آپ میں یہ عیب کیوں ہوتا' یہ عیب تو میرے اندر ہے' میں آج سے توبہ کرتا ہوں' پھر ایسا کبھی نہ کروں گا۔

فائدہ: یہ تھی ہمارے بزرگوں کی نرمی اور دلجوئی۔

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کی تواضع:

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب ہجرت کرکے مکہ تشریف لے گئے تو اول اول ایک رباط (سرائے) میں قیام فرمایا' ایک دن کوئی شخص رباط میں رہنے والوں کو ایک ایک دوانی تقسیم کرتا پھر رہا تھا' جب وہ حضرت حاجی صاحبؒ کے حجرہ پر پہنچا تو یہاں شاہانہ دربار تھا' حق تعالیٰ شانہ نے حضرت حاجی صاحبؒ کو لطیف طبیعت عطا فرمائی تھی' اس لئے سب صاف ستھرا سامان رہتا تھا' وہ یہ دیکھ کر رکا اور حضرت حاجی صاحبؒ کو دوانی نہ دی' تو آپ خود فرماتے ہیں کہ بھائی! تم نے ہمارا حصہ نہ دیا' وہ کہنے لگا حضرت آپ کی خدمت میں ایسی حقیر چیز پیش کرنا خلاف ادب ہے' فرمایا: سبحان اللہ! اگر ہر شخص یہی سمجھتا تو پھر یہ سامان کہاں سے ہوتا؟ کیا تم مجھے زمرہ فقراء سے خارج سمجھتے ہو؟ بھائی! میں تو فقیر ہی ہوں اور فقیر سمجھ کر ہی لوگ کچھ دے دلا جاتے ہیں' اسی سے یہ سامان اکٹھا ہوگیا' جو تم دیکھ رہے ہو' لاؤ تم میرا حصہ لاؤ' یہ سن کر وہ شخص باغ باغ ہوگیا کہ اللہ اکبر! میرے کہاں نصیب کہ حضرت حاجی صاحبؒ خود مانگیں اور خوشی خوشی ایک دوانی پیش کردی۔

فائدہ: یہ تو شان تواضع تھی کہ ایک دوانی کے لئے بھی اپنی احتیاط ظاہر فرمائی۔

شان استغناء:

ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحبؒ پر کئی دن کا

ختم نبوۃ

فاقہ تھا ایک میمن نے صورت سے پہچان لیا کہ حضرتؒ فاقہ سے ہیں وہ حضرتؒ کی لنگی مانگ کر لے گیا اور اس میں دوسو ریال باندھ کر لایا اس وقت حضرت نماز یا ذکر میں مشغول تھے وہ پاس رکھ کر چلا گیا اب استغناء کی یہ کیفیت دیکھئے کہ حضرتؒ نے جب لنگی اٹھائی تو اس کا وہم بھی نہیں ہوا کہ یہ ریال مجھے اس نے دیئے ہیں بلکہ یہ سمجھے کہ امانت رکھ گیا ہے اٹھا کر احتیاط سے امانت کی جگہ رکھ دیا دوسرے وقت پھر فاقہ سے رہے اس میمن نے جب دوسرے وقت بھی اسی حال میں دیکھا تو آ کر عرض کیا کہ آپ نے وہ ریال خرچ کیوں نہ کر لئے؟ آپ نے فرمایا کہ بھائی! امانت کو کیسے خرچ کر لوں؟ کہنے لگا حضرت! وہ امانت نہ تھی بلکہ وہ تو ہدیتاً دے گیا تھا فرمایا: ہدیہ اس طرح دیا کرتے ہیں؟ کہ پاس رکھ کر چلے گئے کچھ کہا نہ سنا اس نے غلطی کی معافی چاہی تب آپ نے ان کو خرچ کیا۔

فائدہ: شان استغناء یہ تھی کہ دو سو ریال پر ضرورت وحاجت کے وقت بھی ہدیہ کا گمان نہ ہوا بلکہ امانت ہی سمجھتے رہے ہم جیسے ہوتے تو نہ معلوم خود ہی تاویلیں کر کے اس کو ہدیہ بنا لیتے اور کوئی دوائی لا کر دیتا تو اس کو سناتے کہ ہم کیا غریب محتاج ہیں؟ تجھ کو آنکھوں سے نظر نہیں آتا؟ بس دوائیاں بانٹنے چلے تو جو سامنے آیا اس کو غریب سمجھ کر ایک دوائی دے دی یہ کوئی آدمیت ہے؟ ان حضرات میں استغناء بھی تواضع کے ساتھ تھا اس لئے اگر کسی وقت استغناء سے دوسرے کی ذلت ہوتی تو وہاں یہ حضرات صورت استغناء کو چھوڑ کر تواضع کی صورت اختیار کر لیتے تھے جیسا حضرت حاتم اصم نے کیا کہ اپنی عزت کو مسلمان کی عزت پر نثار کر کے انکار کے بعد بھی اس کا ہدیہ قبول کر لیا۔

اعتراف خطا بھی کمال ہے:

مکہ معظمہ میں ایک بزرگ عالم قرآن کی تفسیر بیان کیا کرتے تھے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے حلقے میں کبھی کبھی جا بیٹھتے ایک دن ان بزرگ شیخ نے کسی مقام پر ایک فقہی مسئلہ میں غلطی کی اس وقت تو شاہ صاحب خاموش رہے جب درس ختم ہو چکا تو اس وقت جا کر چپکے سے متنبہ کیا کہ یہ مسئلہ مجھ کو اس طرح یاد ہے ان بزرگ نے فوراً تمام طلبا کو پکار کر واپس بلایا سب جمع ہو گئے تو کہا ہم نے اس مسئلہ میں غلطی کی جس پر ہم کو اس شیخ (یعنی شاہ صاحب) نے متنبہ کیا اور صحیح تقریر اس کی یوں ہے پھر شاہ صاحب کی بیان کردہ تقریر کا اعادہ کیا۔

باقی صفحہ 20 پر

مفتی محمد جمیل خان

رپورٹ اجلاس مجلس منتظمہ و مجلس شوریٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس منتظمہ کا ایک اہم اجلاس امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں ۲/اپریل ۲۰۰۳ء بروز بدھ شام ۴/بجے منعقد ہوا' جس میں مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اکرم طوفانی' صاحبزادہ عزیز احمد' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مفتی محمد جمیل خان' حاجی بلند اختر' حاجی سیف الرحمن' قاضی فیض احمد' حاجی خان محمد نے شرکت کی۔

مولانا محمد اکرم طوفانی کی تلاوت سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے ۳/اپریل کو منعقد ہونے والے مجلس شوریٰ کے مجوزہ اجلاس کے ایجنڈے کے نکات پیش کئے تا کہ ان کو حتمی طور پر تجویز کر کے اراکین مجلس شوریٰ کے سامنے بحث کے لئے پیش کیا جا سکے۔

اس موقع پر صاحبزادہ عزیز احمد نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے حافظ محمد تکمین صاحب رکن ٹرسٹ لندن کی رپورٹ کے حوالے سے چیریٹی کمیشن کے ساتھ ہونے والے معاملات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے دفتر ختم نبوت لندن کی کارکردگی کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے بتایا کہ حافظ اکرام ربانی صاحب دفتر ختم نبوت لندن دفتر میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں' جبکہ حافظ محمد تکمین صاحب پرنسپل کی حیثیت سے دفتر کی نگرانی کر رہے ہیں۔

مفتی محمد جمیل خان نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ یکم اپریل کو مفتی محمد اسلم سے مولانا قاری سعید الرحمن صاحب کے جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں ملاقات ہوئی تھی' اس ملاقات میں رکن مجلس شوریٰ مولانا محمد شریف ہزاروی بھی موجود تھے' اس ملاقات میں مفتی محمد اسلم نے تفصیل سے ان حضرات کو بتایا کہ دفتر ختم نبوت لندن' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے زیر انتظام دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ انہوں نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ جمعیت علماء برطانیہ' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ کی رہنمائی میں جماعت سے بھرپور تعاون جاری رکھے گی۔ امسال ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کے لئے ۳/اگست بروز اتوار کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔

اجلاس میں غور کرنے کے بعد طے پایا کہ حافظ محمد تکمین' مولانا منظور احمد الحسینی اور انگلینڈ کے علماء کرام سے مشاورت کر کے موجودہ حالات کے مطابق کانفرنس کے انعقاد کا طریقہ کار طے کیا جائے۔ اگر موجودہ حالات کے تحت کانفرنس کے انعقاد کے بجائے تبلیغی سفر زیادہ موزوں ہو تو تبلیغی عنوان سے حضرت الامیر مدظلہ العالی کا لندن کا سفر کرایا جائے۔

اجلاس میں نئے مبلغین کے تقرر کی سفارش منظور کی گئی۔ امسال ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے لئے ۲'۳/اکتوبر کی تاریخیں تجویز کی گئیں جبکہ ختم نبوت کانفرنس پشاور کے لئے ۷/ستمبر کی تاریخ تجویز کی گئی۔

جماعت کے سہ سالہ مرکزی انتخابات کا انعقاد چناب نگر میں کرنے کی تجویز دی گئی۔ اس کے علاوہ بعض دیگر امور پر بھی غور کیا گیا۔ حضرت الامیر مدظلہ العالی کی دعا پر یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

۳/اپریل ۲۰۰۳ء بروز جمعرات صبح ۹ بجے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس

ختم نبوۃ

مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ چونکہ بعض وجوہات سے گزشتہ سال مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد نہیں ہو سکا تھا' اس لئے اس اجلاس میں گزشتہ دو سالہ جماعتی امور پر غور کیا گیا۔ نائب امیر مرکزیہ شیخ طریقت حضرت سید نفیس شاہ الحسینی زید مجدہم علالت کی وجہ سے اجلاس میں تشریف نہ لا سکے۔

اجلاس میں شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید کہروڑ پکا' مولانا عبدالمجید ندیم شاہ' مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مفتی نظام الدین شامزئی' مولانا فیض احمد' صاحبزادہ عزیز احمد' حاجی سیف الرحمن' حاجی بلند اختر' قاضی فیض احمد' مولانا محمد شریف ہزاروی' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' قاری خلیل احمد بندھانی' علامہ احمد میاں حمادی' مولانا عبدالواحد کوئٹہ' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حاجی خان محمد' مولانا نور الحق نور' صاحبزادہ خلیل احمد' صاحبزادہ سعید احمد اور مفتی محمد جمیل خان نے شرکت کی۔

حضرت الامیر مدظلہ العالی کی اجازت سے مولانا عبدالمجید ندیم شاہ نے تلاوت قرآن پاک کے ذریعے اجلاس کا آغاز کیا۔ تلاوت کے بعد مولانا اللہ وسایا نے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری کے حکم پر گزشتہ دو سالہ جماعتی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔ یہ کارروائی سننے کے بعد شرکائے اجلاس نے اس کی توثیق کی اور حضرت الامیر زید مجدہم نے اس پر اپنے توثیقی دستخط ثبت فرمائے۔

اجلاس کے ایجنڈے کی تمام شقوں پر غور کرنے کے بعد مجلس شوریٰ نے درج ذیل امور کی توثیق کی:

ا:...... تبلیغی سرگرمیوں کا سابقہ طریقہ کار جاری رکھتے ہوئے موجودہ دور کے مطابق جدید طبقہ کو قادیانیت کے مسئلے سے روشناس کرانے کے لئے سیمینار' صحافتی پروگرام وغیرہ کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔

۲:...... سابقہ فوجی اقتدار اور حالیہ جمہوری اقتدار میں قادیانیوں کو جس طرح کلیدی آسامیوں اور اہم عہدوں پر فائز کیا گیا' اس حوالے سے شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ طے پایا کہ اس سلسلے میں سیاسی رہنماؤں اور اراکین قومی اسمبلی سے ملاقاتیں کی جائیں اور ان کے سامنے مسئلہ کی نوعیت رکھی جائے اور انہیں اس حقیقت سے آگاہ کیا جائے کہ یہ کتنا سنگین اور حساس معاملہ ہے۔ اس سلسلے میں مولانا عبدالمجید ندیم شاہ' مفتی نظام الدین شامزئی' صاحبزادہ عزیز احمد اور مفتی محمد جمیل خان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔

۳:...... فیصلہ کیا گیا کہ تمام اراکین قومی و صوبائی اسمبلی کو قادیانیوں کے عزائم سے آگاہ کرنے کے لئے انہیں ردِّ قادیانیت پر مبنی لٹریچر فراہم کیا جائے اور ان میں دینی غیرت کو اجاگر کر کے قادیانیوں سے متعلق ان کے دلوں میں موجود نرم گوشہ کو ختم کرنے پر توجہ دی جائے۔

بقیہ حکایات اکابر

فائدہ: دیکھئے علماء یہ حضرات ہیں کہ ان کو یہ کہتے ہوئے ذرا بھی رکاوٹ نہ ہوئی کہ ہم سے یہاں غلطی ہوگئی ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ یوں بھی کہہ دیا کہ اس شیخ نے ہم کو متنبہ کیا' حالانکہ حضرت شاہ صاحبؒ نے خفیہ اسی لئے متنبہ کیا تھا کہ اگلے دن یہ اس مقام کی صحیح تقریر اپنی طرف سے کر دیں گے' مگر ان کو اتنا صبر کہاں تھا؟ اسی وقت سب کو بلا کر صاف اپنی غلطی کا اقرار کیا اور اپنے محسن کو بھی ظاہر کر دیا جس نے غلطی پر متنبہ کیا تھا' اگر ہم جیسے ہوتے تو اول تو اپنی غلطی ہی کو تسلیم نہ کرتے' اسی میں بحث شروع کر دیتے اور جو تسلیم بھی کرتے تو اس طرح صاف صاف اقرار نہ کرتے اور جو کرتے بھی تو یہ ظاہر نہ کرتے کہ اس غلطی پر ہم کو کسی دوسرے نے متنبہ کیا ہے بلکہ اگلے دن اس طرح تقریر کرتے کہ طلباء پر یہ ظاہر ہوتا کہ شیخ کو خود ہی تنبیہ ہوئی ہے' آخر یہ تکبر اور تصنع نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟

☆☆............☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
ASJ
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR,
MITHADER, KARACHI. PHONE: 7514972

ختم نبوۃ

ملفوظاتِ نفیس

حضرت رائے پوریؒ:

حضرت رائے پوریؒ آخری عمر میں قادیانیت کے فتنہ کے خلاف مکمل متوجہ ہوگئے تھے۔ ختم نبوت کے عقیدہ کے تحفظ کے لئے ہمہ تن علماء اور متوسلین کو متوجہ فرماتے تھے حتیٰ کہ کوئی کی کرتا' توجہ نہ کرتا تو خفگی فرماتے' خفگی بھی صرف اس کام کے لئے فرماتے تھے' ورنہ تو سراپا شفقت تھے' ایک بار حکومت کی طرف سے پنجاب یونیورسٹی میں مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا' عرب وعجم سے اسکالر اکٹھے ہوئے' کئی دن پروگرام رہا' ان دنوں حضرت رائے پوریؒ لاہور تشریف لائے ہوئے تھے' روزمرہ مجلس مذاکرہ کی رپورٹ سے باخبر رہتے' ایک دن اطلاع ملی کہ بعض عرب ممالک کے نمائندگان نے فتنہ قادیانیت کے متعلق آگاہی چاہی ہے' آپ نے یہ سنا تو تڑپ گئے' مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کو لکھنو پیغام بھجوایا کہ لاہور تشریف لائیں' وہ کھانسی میں مبتلا تھے' عذر کیا کہ تندرست ہونے پر حاضر ہوجاؤں گا۔ حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ اسی حالت میں آجائیں' یہاں لاہور میں علاج کرائیں گے' وہ تشریف لائے تو مولانا لال حسین اخترؒ' مولانا محمد حیاتؒ' مولانا قاضی احسان احمد رحمہم اللہ نے حوالہ جات مہیا کئے اور مولانا علی میاںؒ نے عربی میں ''القادیانی والقادیانیۃ'' لکھی۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے طباعت کے خرچہ کا مجلس کی طرف سے ذمہ لیا' بمبئی سے پھر دمشق سے شائع ہوئی' دنیائے عرب میں اسے تقسیم کرایا' عرب دنیا نے اس کتاب سے فتنہ قادیانیت کو سمجھا' مصر' شام میں اس کتاب کا اتنا چرچا ہوا کہ قادیانیت پر پابندی لگی' پھر دوبارہ حضرت رائے پوریؒ تشریف لائے' حضرت مولانا علی میاںؒ نے (بھی حضرت کی وجہ سے) سفر کیا' پھر خود ہی مولانا علی میاں نے اردو میں اسے مرتب کیا' روز جتنا حصہ تیار ہوتا حضرت کو سنادیا جاتا' آخری خواندگی مولانا سید عطاء المنعم بخاری کے ذمہ ٹھہری۔

حضرت امیر شریعتؒ:

ایک بار امیر شریعتؒ رات کو تشریف لائے' حضرت رائے پوریؒ آرام کے لئے خواب گاہ میں جاچکے تھے' شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کو زحمت ہوگی' اطلاع نہ کریں' صبح ملیں گے' مگر تھوڑی دیر میں خود حضرت رائے پوریؒ نے شاہ صاحبؒ کو اپنے کمرہ میں طلب کیا' شاہ صاحبؒ خدام پر بگڑ گئے کہ میرے منع کرنے کے باوجود تم لوگوں نے اطلاع کیوں دی؟ خدام نے بتایا کہ ہم نے اطلاع نہیں دی' غصہ ٹھنڈا ہوا' حضرت رائے پوریؒ کے کمرہ میں گئے' اب پوری خانقاہ کے علماء جمع ہونا شروع ہوئے' کمرہ بھر گیا' مولانا علی میاںؒ کو بلالیا' کتاب کا ایک باب مولانا علی میاںؒ نے شاہ صاحبؒ کو مکمل سنایا' شاہ صاحبؒ سنتے رہے' سر دھنتے رہے' جب باب ختم ہوا تو شاہ صاحبؒ نے مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (علی میاں) سے فرمایا کہ آپ نے اپنے ناناﷺ کا حق ادا کردیا' پھر خود ہی فرمایا نہیں بلکہ اپنا حق ادا کیا' آپﷺ کے حق کو کون ادا کرسکتا ہے؟ اس کتاب کی کتابت کی سعادت بھی مجھے حاصل ہوئی۔ کتاب پر ''نوائے وقت'' نے بہت عمدہ تبصرہ کیا۔

النخلہ کی تعمیر:

ایک بات حضرت رائے پوریؒ کو معلوم ہوا کہ خوشاب علاقہ سون سیکسر میں مرزائیوں نے موسم گرما کا ہیڈ کوارٹر ''النخلہ'' کے نام سے قائم کیا ہے۔ اس علاقہ کے ایک عالم دین کو تنبیہ کی کہ قادیانی کام کررہے ہیں۔ تم خاموش کیوں بیٹھے ہو؟ (النخلہ جابہ ضلع خوشاب کے قریب قائم کیا گیا تھا' حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' مولانا لال حسین اخترؒ' مولانا عبدالرحمن میانویؒ' مولانا محمد شریف بہاولپوری' قاضی عبداللطیف' مولانا محمد لقمان علی پوریؒ' مولانا عبدالرحیم اشعر کے اس علاقے میں دورے ہوئے' قادیانی عمارت چھوڑ کر بھاگ گئے' حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مدرسہ و دفتر کے لئے وہاں جگہ خریدی' مسجد و مدرسہ آج بھی وہاں قائم ہے' ہر سال کانفرنس ہوتی ہے)۔

مولانا محمد حیاتؒ:

مولانا محمد حیاتؒ تو حضرت رائے پوریؒ کی لاہور آمد پر حاضر باش ہوتے تھے' مولانا لال حسین اخترؒ بھی تشریف لاتے' حضرت رائے پوریؒ

ختم نبوۃ

جماعت ختم نبوت کے ساتھیوں کے متعلق فرماتے: یہ ہمارے کام کے آدمی ہیں۔ حضرت رائے پوریؒ کو شیخ الاحرار اور مرشد الاحرار بھی لکھا گیا جو سو فیصد صحیح ہے' حضرت شاہ صاحب کی بات یہاں تک پہنچی تھی تو حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان نے فرمایا کہ مولانا محمد حیاتؒ بہت بڑے مناظر تھے' ایک دفعہ گوجرانوالہ میں نصرت العلوم میں تشریف لائے تو دس دن میں نے بھی ان سے رد قادیانیت پڑھی' مولانا محمد حیاتؒ فرماتے تھے کہ تم مرزا قادیانی کے متعلق (ذلیل سے ذلیل) دعویٰ کرو میں دلائل سے ثابت کروں گا کہ وہ اس سے بھی ذلیل تھا' چنانچہ کئی دن ایسے ہوتا رہا' بہت ٹھنڈے مزاج کے پختہ مشق مناظر تھے' قادیانیت کی کتب ان کو ازبر یاد تھیں اور مناظرانہ گرفت بہت مضبوط ہوتی تھی)۔

حضرت امیر شریعت کا ایک خواب:

حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم نے پھر سے گفتگو کا آغاز کیا' فرمایا کہ ایک بار حضرت امیر شریعتؒ نے خواب دیکھا کہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ تشریف لائے اور فرمایا کہ ایک بات آپ سے کہنی ہے' اتنے میں قاضی احسان احمد صاحبؒ نے حضرت امیر شریعتؒ کو جگادیا' اب حضرت امیر شریعتؒ پریشان تھے کہ حضرت علامہ کشمیریؒ نے کیا بات فرمانی تھی؟ حضرت رائے پوریؒ سے تعبیر پوچھی تو حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا کہ ایک سید (حضرت علامہ کشمیری صاحبؒ) نے دوسرے سید (حضرت امیر شریعتؒ) سے اپنے ناناﷺ کی ختم نبوت کی ہی بات کہنی تھی اور کیا' اس پر امیر شریعتؒ جھوم اٹھے' فرمایا: بالکل انشراح ہوگیا' یہی بات کہنا چاہتے ہوں گے۔

مصر اور شام میں قادیانیوں پر پابندی:

فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی (تبلیغ والے) نے خواب دیکھا کہ ایک مسجد کے ملحقہ کمرہ میں حضرت رائے پوریؒ کو دیکھنے گیا کہ وہ کمرہ میں ہیں' مگر کمرہ خالی پایا' تو بتایا گیا کہ حضرت رائے پوریؒ مصر گئے ہوئے ہیں۔ اس خواب کا تذکرہ مولانا محمد یوسف صاحب نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سے کیا' انہوں نے اس کی تعبیر یہ دی کہ حضرت رائے پوریؒ کی روحانیت مصر کی طرف بہت متوجہ ہے' ان دنوں مصر میں جمال عبدالناصر اپنی سامراجی وفرنگی دشمنی کے باعث عالم اسلام میں نمایاں تھے' جیسے آج کل صدام حسین فرنگی دشمنی میں نمایاں ہیں۔ حضرت کی روحانیت کا ہی اثر تھا کہ مصر و شام میں قادیانیوں پر پابندی لگی' القادیانیہ کتاب نے بہت کام دیا' وہ اسلامی سربراہان مملکت جو انگریز کے خلاف متحرک تھے' حضرت ان کے لئے ہمہ وقت دست بدعا رہے۔

☆☆..........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر' کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

مورخہ 8/ مئی بروز جمعرات بعد نماز مغرب' بمقام جامع مسجد شہدا اسلام (لال مسجد)

زیر سرپرستی امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

منعقد ہورہی ہے۔ جس سے انشاء اللہ ممتاز علمائے کرام

مولانا فضل الرحمٰن' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' شیخ الحدیث مولانا عبدالروف' مفتی محمد جمیل خان' مولانا عبدالعزیز' مولانا فقیر اللہ اختر' قاضی احسان احمد خطاب فرمائیں گے۔

برائے رابطہ: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد۔ فون: 2829186

ختم نبوت

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کا ضلع قصور کا تبلیغی دورہ

قصور کے مدارس' اسکول اور کالج عقیدۂ ختم نبوت اور تردید مرزائیت کی آوازوں سے گونج اٹھے

قصور (رپورٹ: مولانا عبدالرزاق مجاہد) گزشتہ دنوں ضلع قصور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کالجوں اور اسکولوں کے حوالے سے تین روزہ تبلیغی پروگرام میں شرکت کے لئے سرگودھا سے ضلع قصور تشریف لائے جہاں انہوں نے مختلف مدارس' اسکولوں اور کالجوں کے طلبأ وطالبات اور اساتذہ سے خطاب کرتے ہوئے ان پر عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور تردید مرزائیت کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔

۲۰/ ذیقعدہ بمطابق ۲۴/ جنوری کو مولانا محمد اکرم طوفانی نے پہلا خطاب اسامہ پبلک ہائی اسکول (جس کے پرنسپل چوہدری عبدالجبار صاحب ہیں) کے طلبأ وطالبات سے کیا۔

دوسرے پروگرام میں پاکستان ماڈل ہائی اسکول بوائز اینڈ گرلز قصور میں طلبأ و طالبات اور اساتذہ سے پرنسپل چوہدری محمد طفیل بلوچ کی صدارت میں خطاب کیا۔ مولانا محمد اکرم طوفانی کو احسن طریقے سے اسکول کے اسٹاف نے خوش آمدید کہا۔ تیسرے پروگرام میں پنجاب اسکالرز ہائی اسکول (جس کے پرنسپل چوہدری بلال احمد ہیں) میں خطاب کیا۔

بعد ازاں کھڈیاں ضلع قصور پہنچنے پر قاری محمد طاہر' مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن اور مدرسہ کے طلبأ اور اساتذہ نے جماعت کے وفد کا شاندار انداز سے استقبال کیا۔ مولانا محمد اکرم طوفانی نے خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔

پانچواں پروگرام صادق میموریل ہائی اسکول کھڈیاں میں ہوا' وہاں پہنچنے پر اسکول کے پرنسپل چوہدری خالد محمود اور وائس پرنسپل محمد ارشد نے اسٹاف اور طلبأ سمیت پرجوش طریقے سے مولانا محمد اکرم طوفانی کا استقبال کیا اور انہیں خوش آمدید کہا۔ چھٹا پروگرام مدرسہ تعلیم القرآن للبنات کھڈیاں میں ہوا' جہاں تقریباً ۴۰۰ طالبات عالمہ کا کورس کررہی ہیں۔ مولانا محمد اکرم طوفانی نے طالبات سے خطاب کے دوران ان کے سامنے امہات المومنینؓ اور صحابیاتؓ کی گراں قدر دینی خدمات کا تذکرہ کیا۔

ساتواں پروگرام ختم نبوت کانفرنس تھی جو جامع مسجد علی المرتضٰی قصور میں منعقد ہوئی۔ مولانا عبدالرزاق مجاہد' قاری مشتاق احمد رحیمی اور طلبأ نے بڑی محنت سے کانفرنس کرائی۔ تلاوت کویت میں مدرس قاری محمد سرور اور مولانا قاری شاہ محمد نے کی' ان کی تلاوت سے مجمع پر سناٹا چھا گیا۔ مسجد حاضرین سے بھری ہوئی تھی' کانفرنس کی صدارت قاری مشتاق احمد رحیمی نے کی جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عبدالرزاق مجاہد نے انجام دیئے۔ کانفرنس سے مولانا محمد اکرم طوفانی کا تفصیلی خطاب ہوا۔ اس ایک دن میں تقریباً سات پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے۔

۲۱/ ذیقعدہ بمطابق ۲۵/ جنوری کو پہلا پروگرام علامہ اقبال کالج بوائز ہائی اسکول' علامہ اقبال گرلز ہائی اسکول میں سینکڑوں کی تعداد حاضرین بالخصوص پرنسپل چوہدری محمد عاشق کی موجودگی میں ہوا۔ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے مولانا محمد اکرم طوفانی کا تعارف کرایا اور پھر مولانا طوفانی کا خطاب ہوا۔

دوسرا پروگرام ۱۱ بجے دن کو ایک گھر میں ہوا جس میں مولانا محمد اکرم طوفانی نے بزرگوں اور نوجوانوں سے خطاب کیا۔ قاری غلام احمد سرحدی نے تلاوت کی' بعد ازاں نظم پیش کی گئی اور اس کے بعد مولانا محمد اکرم طوفانی کا خطاب ہوا۔

تیسرا پروگرام ڈگری کالج قصور میں ہوا جہاں مولانا محمد اکرم طوفانی کی آمد پر کالج کے اسٹاف نے انہیں خوش آمدید کہا۔

چوتھا پروگرام مون اسٹار پبلک ہائی اسکول (جس کے چوہدری حافظ محمد طارق پرنسپل ہیں) اور مون اسٹار گرلز ہائی اسکول (جس کے پرنسپل چوہدری حافظ بشارت ہیں) میں ہوا۔ چوہدری حافظ بشارت نے طلبأ وطالبات سے علمأ کرام کا تعارف کرایا' اس کے بعد مولانا محمد اکرم طوفانی کا شاندار خطاب ہوا۔ بعد ازاں وفد کی تواضع کی گئی۔

ختم نبوة

چھٹا پروگرام بعد نماز عشاء جامع مسجد بلال بیرون کوٹ فتح دین میں قاری محمد اجمل کی صدارت میں منعقد ہوا جس سے مولانا عبدالرزاق مجاہد اور مولانا محمد اکرم طوفانی نے خطاب کیا۔

۲۲/ ذیقعدہ بمطابق ۲۶/ جنوری کو قصور شہر کی ہر دلعزیز شخصیت جناب ماسٹر عبدالجبار باری نے جماعتی وفد کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا اور جماعتی پروگرام کی تفصیل اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کے کام کی تعریف کی۔

اس روز پہلا پروگرام تعمیر وطن ہائی اسکول قصور میں اسکول کے پرنسپل پرویز سلمان کی صدارت میں ہوا جس میں مولانا محمد اکرم طوفانی کا خطاب ہوا۔ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف پیش کیا۔

دوسرا پروگرام کے دوران دی پنجاب ہائی اسکول (جس کے پرنسپل محمد اکبر صاحب ہیں) میں خطاب کیا گیا۔ تیسرا پروگرام دی پنجاب ماڈل ہائی اسکول میں ہوا' وہاں پہنچنے پر آنے والے وفد کا اسکول کے پرنسپل چوہدری محمد خالد ڈوگر نے اساتذہ سمیت شاندار استقبال کیا اور وفد کے اراکین کی تواضع کی گئی۔

چوتھا پروگرام الخمس پبلک ہائی اسکول میں ہوا۔ وفد کے وہاں پہنچنے پر چوہدری عبدالغفور ڈوگر نے پہلے وفد کی تواضع کی بعدازاں طلباً سے مولانا محمد اکرم طوفانی کا خطاب ہوا۔

پانچواں پروگرام جامعہ رحمانیہ الہ آباد میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد تھا۔ کانفرنس میں تلاوت اور نظم پیش کی گئی۔ بعدازاں جامعہ کے طلباً سے مفتی عبدالعزیز عزیزی کی صدارت میں مولانا عبدالرزاق مجاہد اور مولانا محمد اکرم طوفانی کا مثالی خطاب ہوا۔

چھٹے پروگرام میں جامعہ رحمانیہ للبنات میں جہاں طالبات حافظہ اور عالمہ کا کورس کر رہی ہیں' مولانا محمد اکرم طوفانی کا خطاب ہوا۔

اس پورے دورے کے دوران تمام اسکولوں کے پرنسپل اور اسٹاف کے ممبران نے وفد کا شاندار استقبال اور اکرام کیا۔ وفد کی جانب سے انہیں قومی اسمبلی کی کارروائی پر مشتمل کتاب تحفہ کے طور پر پیش کی گئی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا لٹریچر ان کے دفاتر کے لئے پیش کیا گیا تاکہ اساتذہ کے ذریعہ طلباً و طالبات میں اسے تقسیم کیا جائے۔ اس دورہ کے دوران ہزاروں طلباً و طالبات سے اس حقیقت کا اقرار کرایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت جھوٹا' کذاب' دجال اور کافر ہے' مرزا غلام احمد قادیانی خود بھی کافر ہے اور اس کے ماننے والے بھی کافر ہیں' قادیانیوں سے بالکل تعلق نہیں رکھا جائے گا۔

ان تمام پروگراموں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے خزانچی میاں معصوم انصاری' ماسٹر چوہدری عبدالجبار باری اور مولانا عبدالرزاق مجاہد حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کے ساتھ رہے۔ قصور شہر میں مولانا محمد اکرم طوفانی کی میزبانی کا شرف میاں معصوم انصاری کو حاصل رہا۔

☆☆..........☆☆

محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ کی صاحبزادی رحلت فرما گئیں

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر مرکزیہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بانی اور ممتاز عالم دین محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی گزشتہ دنوں حرکت قلب بند ہوجانے کے باعث انتقال کر گئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مفتی نظام الدین شامزئی نے پڑھائی جس میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر سمیت دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی۔ مرحومہ کی تدفین ڈالمیا کے قبرستان میں عمل میں آئی۔ مرحومہ کی رحلت یقیناً حضرت بنوریؒ کے خاندان کے لئے صدمہ کا باعث ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' نائب امیر مرکزیہ شیخ طریقت حضرت سید نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم' مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ' مولانا اللہ وسایا' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا محمد اکرم طوفانی' صاحبزادہ طارق محمود' علامہ احمد میاں حمادی' مفتی محمد جمیل خان' مولانا نذیر احمد تونسوی' محمد انور اور دیگر حضرات کی جانب سے ادارہ حضرت بنوریؒ کے پورے خاندان بالخصوص مرحومہ کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور مرحومہ کے لئے بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔ قارئین سے بھی التماس ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے ایصال ثواب اور دعائے خیر فرمائیں۔

ختم نبوۃ

اخبار عالم پر ایک نظر

مرزا طاہر زندگی بھر پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف بددعائیں کرتا رہا

وہ کھلے بندوں مرزا غلام احمد قادیانی کو حضرت محمد ﷺ کا دوسرا جنم قرار دیتا رہا

کراچی (نمائندہ خصوصی) قادیانیوں کا سابق سربراہ مرزا طاہر لندن میں اپنی خود ساختہ جلاوطنی کے دوران قادیانی ٹی وی اور ویب سائٹ کے ذریعہ پاکستان کے خلاف بدترین ہرزہ سرائی میں ملوث رہا۔ وہ اپنے اخباری بیانات کے ذریعہ پاکستانی آئین اور قانون کا مذاق اڑاتا رہا۔ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے اس کے بیانات ملکی سالمیت کے خلاف اس کی سازشی ذہنیت کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ اس نے اسلام کو ''مردہ اسلام'' اور قادیانیت کو ''زندہ اسلام'' قرار دے کر اسلام اور مسلمانوں سے کھلم کھلا اعلان جنگ کیا۔ وہ کھلے بندوں مرزا غلام احمد قادیانی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرا جنم قرار دیتا رہا۔ مرزا طاہر قادیانی ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف علانیہ بددعائیں کرتا رہا۔ ان ناقابل تردید ثبوتوں کی موجودگی میں مرزا طاہر کی حیثیت پاکستان کے غدار کی سی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا طاہر بعض سابق پاکستانی سربراہان کی غیر قدرتی اموات' بعض پاکستانی حکومتوں کی غیر آئینی برطرفی اور پاکستان پر آنے والی زمینی آفات کو قادیانیت کی فتح کا نشان قرار دیتا رہا' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اندرون خانہ مرزا طاہر کا ان معاملات میں بھرپور ہاتھ رہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی قیادت امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ' نائب امیر مرکزیہ شیخ طریقت حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا بشیر احمد' مفتی محمد جمیل خان' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا سعید احمد جلال پوری' علامہ احمد میاں حمادی (ٹنڈو آدم)' مولانا محمد نذر عثمانی (حیدرآباد)' قاضی احسان احمد' مولانا محمد شریف ہزاروی (اسلام آباد)' مولانا نورالحق نور (پشاور) مولانا عزیز الرحمن ثانی (لاہور)' مفتی خالد میر (آزاد کشمیر)' مفتی محمود الحسن (راولپنڈی)' مولانا عبدالعزیز جتوئی (کوئٹہ) مولانا فقیر اللہ اختر (گوجرانوالہ)' مولانا محمد حسین ناصر (سکھر) نے کیا۔

مرزا طاہر کے لئے دعاءً مغفرت کرنا حضور ﷺ سے بغاوت اور توہین رسالت ہے

قادیانی کو ''مرحوم'' کہنا اللہ اور رسول ﷺ کی کھلی تکذیب اور قرآنی تعلیمات کا مذاق اڑانا ہے

لندن (نمائندہ خصوصی) قادیانیوں کے سابق سربراہ مرزا طاہر کو مرحوم قرار دینے والے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرنے والے ملکی آئین اور قانون کے باغی ہیں۔ پاکستان کے قانون کے تحت قادیانیوں کو مرحوم کہنا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا جرم ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی مرزا طاہر کے لئے دعائے مغفرت کرنے والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت اور توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے۔ قادیانیت' نبوت محمدیہؐ سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے 1901ء میں ''محمد رسول اللہ'' ہونے کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مدمقابل کی حیثیت سے پیش کیا تھا اور اس

ختم نبوة

طرح کلمہ طیبہ میں اقرار رسالت کو اپنی طرف منسوب کیا تھا۔ مرزا طاہر نے ہمیشہ اپنے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا روپ قرار دیا اور دنیا بھر میں اس نظریہ کا پرچار کیا۔ ایسے شخص کو ''مرحوم'' یعنی اللہ کی رحمت کا مورد قرار دینا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی تکذیب اور قرآنی تعلیمات کا مذاق اڑانا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں ان لوگوں کو جو اس پر ایمان نہیں لائے اور اسے مہدی اور مسیح موعود نہیں سمجھتے' انہیں کافر' جہنمی اور سور قرار دیا ہے۔ اس حوالے کی موجودگی میں مرزا طاہر کو مرحوم کہنے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرنے والے افراد خود اپنے بارے میں' اپنے والدین کے بارے میں اور پوری دنیا کے انسانوں کے بارے میں قادیانیوں کے تاثرات کا اندازہ لگا کر خود فیصلہ کرلیں کہ ان کا مرزا طاہر کو مرحوم کہنا اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا کس طرح روا ہے؟ علاوہ ازیں جو شخص خود کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا جنم قرار دیتا ہو' اس کے پیروکاروں کے لئے مغفرت کی دعا کرنا دنیا کے کسی بھی ذی عقل شخص کے نزدیک جائز نہیں۔ مرزا طاہر کے لئے دعائے مغفرت کرنے والے افراد علم وعقل اور انصاف کی روشنی میں خود فیصلہ کریں کہ ان کی اس حرکت کا کیا جواز ہے؟ مزید برآں ان کے اس فعل سے دنیا بھر کے ایک ارب بیس کروڑ سے زائد مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو جو ٹھیس پہنچی ہے اس کا تدارک محال ہے۔ ان خیالات کا اظہار ممتاز علمائے کرام اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں پاکستان کے مولانا محمد اکرم طوفانی' علامہ احمد میاں حمادی' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا بشیر احمد' قاضی احسان احمد' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا جمیل خان' امریکہ کے مولانا فیض علی شاہ' برطانیہ کے مولانا منظور احمد' مولانا عزیز الرحمن' مولانا نصیب الرحمن علوی' مولانا شمس الحق مشتاق' حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ' جمعیت علمائے برطانیہ کے مولانا اسلم' قاری ہاشم' اینٹی احمدیہ موومنٹ دبئی کے ڈاکٹر راشد' ہندوستان کے مولانا عثمان' بنگلہ دیش کے مولانا شہید الاسلام' مفتی فضل الحق' مولانا عبید الحق اور دیگر نے بعض افراد اور تنظیموں کے رہنماؤں کی جانب سے مرزا طاہر کو مرحوم قرار دینے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی خبروں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس فعل کا ارتکاب کرنے والے استعمار کے ایجنٹ اور اندرون خانہ خود بھی قادیانیوں سے ملے ہوئے ہیں اور یہی لوگ اکثر و بیشتر قادیانیوں کی بے جا حمایت اور اسلام کی مخالفت میں بیانات جاری کرتے رہتے ہیں اور قادیانیوں پر ہونے والے فرضی مظالم کا رونا روتے رہتے ہیں۔

ممتاز عالم دین حضرت مولانا عبدالعزیز مرحوم رحلت فرما گئے

کراچی (نمائندہ خصوصی) بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالعزیز مرحوم گزشتہ دنوں چشتیاں ضلع بہاولنگر (پنجاب) میں رحلت فرما گئے۔ حضرت مولانا عبدالعزیز مرحوم استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ' حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ اور حضرت مولانا حکیم محمد اختر مدظلہ العالی کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت مولانا عبدالعزیز مرحوم جامعہ خیر المدارس ملتان کے فارغ التحصیل اور حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ العالی (شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)' حضرت مولانا مفتی عبدالستار مدظلہ العالی (رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس) اور شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ہم عصر تھے۔ جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد مدظلہ العالی حضرت مولانا مرحوم کے سمدھی تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں اور کارکنان امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' نائب امیر مرکزیہ شیخ طریقت حضرت سید نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم' مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا بشیر احمد' مفتی محمد جمیل خان' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا سعید احمد جلال پوری' محمد انور' اطہر عظیم' جمال عبدالناصر شاہد' ملک ریاض الحق' محمد فیصل عرفان اور دیگر کی جانب سے ادارہ حضرت مولانا مرحوم کے داماد اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا نعیم امجد سلیمی مدظلہ العالی سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین سے بھی حضرت مولانا مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعائے بلندی درجات کی درخواست ہے۔

فخر کون و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ

الٰہی کس سے بیاں ہوسکے ثنا اس کی
کہ جس پہ ایسا تری ذات خاص کا ہو پیار
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
تو فخر کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں
امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرار
تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نور شمس ہے گر اور نبی ہیں شمس نہار
حیات جان ہے تو ہیں اگر وہ جان جہاں
تو نور دیدہ ہے گر ہیں وہ نور دیدۂ بیدار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا شمار
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے
کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار
اڑا کے باد مری مشتِ خاک کو پس مرگ
کرے حضورؐ کے روضے کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاک قاسمؔ کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخرینؐ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

محمد رسول اللہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائیجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے — بنائیے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے